بنفس نفیس اس بیشہ کی طرف متوجہ ہوا اور بعد قرب وصول کے حکم دیا کہ کوئی شخص بلا حکم اور بے رخصت ہمارے بیشہ مین داخل نہووے اور خود سات پیادہ ہمراہ لیکر جب جنگل مین داخل ہوا شیر نے آدمیون کو نظر قہر سے دیکھکر نعرہ مارا اور جھپٹا کر انکی طرف متوجہ ہوا سلطان مجاہد شاہ نے ہمراہیون کو آلات خارجہ کے استعمال سے کہ مراد بندوق اور کاربین و تیر سے ہے منع کیا اور خود شیر کے روبرو گیا اور اول تیر جلد کمان مین جوڑ کر مارا خطا نہ کی اسکے پہلو مین درآیا شیر نور زرد ہو کر مر گیا اور مطلق اپنی جگہ سے نہ ہلا نظم کمان از کمین گاہ باز و کشید * بیک تیر پہلوش از ہم درید * سران سپہ از یسار و یمین * زبان بر کشادند بر آفرین * کہ گیتی ندیدہ چو تو شہریار * پس از رستم و بعد اسفندیار * سلطان مجاہد شاہ نے فرمایا مین نے اپنے طبیعت عہد کیا تھا کہ مین پہلے تیر اسپر پھینکون اگر اسکے سبب سے نگرے تو شمشیر و خنجر سے اسکا کام تمام کرون اتنے ایک تیر مین ہلکر پانی نہ پیا آیا تیر اسکے کونسے عضو مین لگا کہ جسکے صدمہ سے اپنے مقام سے جنبش نہ کی فرمایا کہ تیر کھینچکر اسکا شکم چاک کرکے دیکھو کہ تیر اسکے کونسے بند اور جوڑ مین پیوست ہوا ہے اور چونکہ وہ امرا امرائے دکنی سے تھے اور کبھی منع کا بھی شکم نہ شگاف کیا تھا متامل ہوئے جب انسے توقف ظاہر ہوا سلطان مجاہد شاہ خود جید کرکے اس امر کا مرتکب ہوا اور طرفۃ العین مین شکم اسکا پھاڑ کر بنظر غور دیکھا کہ بحسب اتفاق تیر اسکے دل اور جگر مین بیٹھا تھا خلاصہ یہ کہ اس خبر کی انتشار اور شیوع سے قلوب کفار بیجانگر بیجا ہوئے رعب و ہراس انکے دلون پر غالب ہوا اور باوجود اسکے کہ لشکر وافر ترتیب جنگ کے واسطے بیجانگر سے پیشتر روانہ ہوا تھا اس ارادہ سے باز آئے اور یہ تجویز کی کہ جنگلہائے دور دراز مین بھاگ کر پناہ لین اگر سلطان مجاہد شاہ تعاقب کرے پیادگان توپچی اور کماندار ارباب اسلام کے قتل و ہلاک مین کوشش کرین پھر شہر بیجانگر بزرگان کفار کے حوالہ کرکے خود اس شہر کے جنگل جنوبی کیطرف متوجہ ہوا اور چونکہ سلطان مجاہد شاہ نے شہر بیجانگر کی بہت تعریف سنی تھی کوچ بر کوچ کرکے وہان گیا لیکن اسوجہ سے کہ اس شہر کے درمیان مین بہت پہاڑ واقع تھے اور مداخل اور مخارج کے راستے مستحکم کیے تھے اور اس شہر کے اطراف مین بھی پہاڑ اور راہین ناہموار گذار حد و حصر سے باہر تھین عازم اسکی تسخیر اور تخریب کا نہوا کشن رائے کا پیچھا کیا وہ بیراہہ اور جنگل کے درمیان سے سیت بن رامیسر کی طرف روانہ ہوا اور سلطان مجاہد شاہ اسکے نشان پر راہی ہوا جس مقام مین جنگل گنجان واقع ہوتا تھا درختون کو کٹواکر ایک شارع عام کہ اسکا عرض سو گز سے کم نہو کھولتا تھا اور پانچ چھ مہینے کامل کشن رائے کا تعاقب کیا اور کشن رائے جا بجا نقل اور تحویل کرکے ہرگز مقابلہ سلطان کا نکرتا تھا ہر چند دولتخواہ اور مقربین سلطان سے عرض کرتے تھے کہ اس تعاقب مین کچھ فائدہ نہوگا سلطان نے مطلق انکی فہمائش گوش ارادت سے نہ سنی اور اسیطرح قطع اشجار اور تاراج و غارت مین کوشش کرتا رہا اور کشن رائے کے تعاقب سے باز نہ آیا یہانتک کہ اسکے اقبال نے اپنا فروغ دکھایا اور کشن رائے کے اکثر فرزند و عزیز بیمار ہوئے حکما کہتے تھے کہ یہ امراض درختون اور زیر اشجار کے آب کی تاثیر سے ہین کشن رائے نے کہا میرا گمان یہ تھا کہ جنگل کی آب و ہوا کی ناموافقت سے سلطان مجاہد شاہ بھاگے گا اب قضیہ برعکس ہوا مجھے راہ فرار نا پناہ اپنی ناچار اور بے علاج ہوکر بہیر سے اپکو بلدہ بیجانگر مین پہونچایا اور راستون کو محافظت سے مضبوط کرکے جمیع امرا اور سپاہ کو شہر مین در لایا اور خود ایک قلعہ مین کہ اس شہر کے قریب ایک پہاڑ پر واقع ہے قلعہ بند ہوا اور سلطان مجاہد شاہ سیت بن رامیسر مین پہونچا جمیع امرا کو کشن رائے کے تعاقب کے واسطے شہر بیجانگر کی سمت روانہ کیا اور خود امیر الامرا بہادر خان اور پانچ ہزار سوار جریدہ لیکر سیت بن رامیسر کی طرف کہ بیجانگر سے اس مقام تک چھ سو کوس کا راستہ ہے سیر و تماشا کی نیت سے

متوجہ ہوا اور منزل مقصود مین پہونچکر اُس مسجد کو کہ امرائے سلطان علاء الدین خلجی دہلوی نے تیار کی تھی اُسکی مرمت مین مصروف ہوا اور بتخانون کو ویران اور مسمار کرکے بعجلت و سرعت تمام بلدۂ بیجانگر مین پہونچا اور اسکے سوا اب تک کسی بادشاہان اسلام نے ایسی خرابی نہ کی تھی اور جو شہر بیجانگر دو راستہ رکھتا تھا ایک اُنمین بنہایت وسیع لائق عبور لشکر کے اور دوسرا نہایت کوچک و تنگ دررۂ وسیع مین سرکوب یعنی دمدمہ اور کمین گاہین مہیب تھین اور بند و نچی پہاڑون اور قلل یعنی سرہاے پر پوشیدہ ہو کر کسی غنیم کو اُس راستہ سے بفراغت شہر مین داخل نہونے دیتے تھے اسلیے سلطان مجاہد شاہ اردو یعنی لشکر کو باہر چھوڑ کر راہ تنگ سے کہ اُسکو سو درہ کہتے تھے بہ قصد جہاد مع خیل و حشم جریدہ شہر مین درآیا اور سو درہ کے دہنہ کو مع چھ ہزار سوار اور پیادہ بیشمار اپنے عم داؤد خان کے سپرد کیا اور کشن راے سلطان مجاہد شاہ کی جرأت پر واقف ہو کر لحظہ بلحظہ سوار و پیادہ مستعد کارزار کو لشکر اسلام کے مدافعہ کے واسطے بھیجتا تھا اور سلطان مجاہد شاہ محلات کے اندر گیا اور اُن محلون کو مسمار کرکے آگے بڑھا یہانتک پہونچا کہ اُس پانی کے کنارہ فاصل تھا درمیان اُس قلعہ کے کہ راے مذکور اُس مقام مین رہتا تھا اور اُس دریا کے کنارے اور پہاڑ کے اوپر ایک بتخانہ طلا مرصع بجواہر نفیسہ سے کہ ہنود اُسکو متہر رنگ کہتے تھے اور بہ لغت زبان کتہری مین کتر عنبر چہ مرصع کو بولتے ہین اور چونکہ وہ بتخانہ سراسر مرصع تھا اس سبب سے اُسے ساتھ اس نام کے موسوم کیا تھا سلطان مجاہد شاہ اُسکا سر توڑنا چاہا اکبر جانکر اُس پہاڑ پر برآمد ہوا اور اُسے مسمار کرکے اُسکے طلا اور جواہر پر متصرف ہوا و لشکر کفار نے جب بتخانہ مرصع کو اس حال پر اختلال سے دیکھا شور آہ و زاری کا نعرہ فلک دوار مین پہونچا کر کشن راے کو سوار کیا اور بہجوم عام لاکر دوبارہ میدان قتال مین متوجہ ہوے اور سلطان مجاہد شاہ نے جب انکی شدت سے آگاہی پائی مستعد قتال ہو کر صفین آراستہ کین اور اس سے پیشتر کہ تقارب فریقین کا واقع ہو چتر اپنے فرق مبارک سے دور کیا اور ایک سلحدار کو جسکو محمود افغان کہتے تھے دریا سے عبور کراکے دشمنون کے ازدحام اور ہجوم کے تماشے مین مشغول کیا ناگاہ اُسطرف سے ایک ہندو دیو صفت شدید پر سلطان مجاہد شاہ کا کہ شیر نگ نام رکھتا تھا بیجانگر عازم ہوا کہ شاہ کو غافل کرکے اپنے تئین حضرت کے قریب پہونچا کر انتقام بتخانہ اور بت شکنی کا شمشیر تیز خونریز سے لیوے اور اُس مملکت مین نشان سرفرازی کا بلند کرے غرض درمیان لشکر کے جس حیلہ سے کہ ہو سکا آپ کو سلطان مجاہد شاہ کے قریب پہونچا کر چاہا کہ اسپ کو جولان کرے دفعتہً بادشاہ اس امر سے واقف ہوا اور محمود افغان کی طرف نگاہ کی اُس غازی نے بے توقف گھوڑا بمیدان رزم مین گرم عنان کرکے اس کافر عفریت منظر کے مقابل آیا اور اثناے تلاش اسپ مین محمود افغان گھوڑے سے اُتر کر پیادہ ہوا اور اُس کافر نے فرصت پا کر چاہا کہ اُسے ہلاک کرے سلطان مجاہد شاہ نے چستی اور چالاکی سے مرکب اُڑا کر بسرعت تمام برق و باد کے مانند آپ کو محمود افغان کے پاس پہونچایا ہندو نے پیشدستی کرکے شمشیر کا ایک وار سلطان کے فرق مبارک پر کیا اور از روے ذوق و خوشحالی ایسا نعرہ مارا کہ تماشائیون کو گمان ہوا کہ زخم کاری پڑا لیکن چونکہ بادشاہ کلاہ زرہ و خود زیب سر رکھتا تھا کارگر نہ آیا پھر تو سلطان نے طیش مین آنکر ایک ضرب شمشیر خونریز ایسی ماری کہ شانہ کا ٹکر تا ناف اُتر آئی وہ گھوڑے سے خاک مذلت پر گرا اور مرغ روح اُسکا تڑپ کر دار البوار کی طرف پرواز کر گیا سلطان مجاہد شاہ نے محمود افغان کو گھوڑے پر سوار کرکے خرامان خرامان مظفر و منصور آب سے عبور کرکے اپنے لشکر مین نزول اقبال فرمایا اور دوست و دشمن نے دعا و ثنا مین اُس شاہ بہمن نژاد کے زور بازو اور ہاتھ کے

شربت اور صفائی پر آفرین خوان ہوے اور چونکہ کشن رائے دریا کے اُس پار ایستادہ تھا اور جمیع سپاہ نے اُسکی دریا سے عبور کیا سلطان مجاہد شاہ نے میمنہ اور میسرہ کو کہ امیر الامرا بہادر خان اور اعظم ہمایون سے تعلق رکھتے تھے جنگ کے واسطے تحریص اور ترغیب کی اور مقرب خان ولد صفدر خان سیستانی نے کہ اُسکے حوالہ آتشخانہ تھا ارابۂ آتشبازی کے آگے بڑھاکر تنور وغا کو افروختہ کیا اور بعد حرب شدید اور معرکہ عظیم کے کفار مغلوب ہوکر منہزم ہوے اور ابھی مسلمانون نے استراحت اور آرام نہ کی تھی کہ کشن رائے آٹھ ہزار سوار اور چھ لاکھ پیادہ جرار لیکر اپنی جاگیر سے شہر بیجانگر مین پہونچا اور سلطان مجاہد شاہ کے رزم کے واسطے مثل مجاہدہ کا کمر جان پر باندھکر میدان جالنستان کیطرف متوجہ ہوا اور کشن رائے دوسری مرتبہ فوج پراگندہ کو جمع کرکے لشکرگاہ مین آیا اور مجددًا ایسی جنگ کہ کسی نے نہ دیکھی اور نہ سنی تھی واقع ہوئی اور چند مرتبہ متواتر ایک دوسرے پر حملہ آور ہوے اور رسم قانون مبارزت تازہ کرکے داد مردی اور مردانگی دی چنانچہ طرفین سے ایک خلق بیشمار مقتول ہوئی مقرب خان اور بہت مردم اعیان شربت شہادت چکھکر روضۂ رضوان مین داخل ہوے اور سلطان مجاہد شاہ اس معرکہ مین بجان و دل ایسا مصروف ہوا کہ جسطرف وہ شیر ژیان کیطرح حملہ آور ہوتا تھا افواج مخالف رمۂ گوسفند کے مانند کہ گرگ تیز چنگ کے صدمہ سے پراگندہ ہو متفرق اور پریشان ہوتی تھی نظم

جہان پہلوان خسرو شیر دل ؛؛ ہمیساخت از خون شان خاک گل ؛؛
بہر تیر ہنگ آنگہ کہ دادی عنان ؛؛ ہمی کشتی بیحد بزخم سنان ؛؛

اور داؤد خان کہ دہنہ سودرہ کی محافظت مین قیام کرتا تھا جب سُنا کہ صبح سے ظہر تک آتش جنگ ساکن اور افسردہ نہین ہوئی اور لشکر بلحاظ لشکر نادرہ ورز مدد کے واسطے ہوچکا ہے بیتاب ہوکر راہ کوتاہ دیکھی اور نہ عاقبت اندیشی سے دہنہ کو خالی کرکے سات ہزار سوار سے معرکہ کی طرف دوڑا اور آتے ہی جنگ مین مشغول ہوا الحق ایسے کارزار کی کہ تین مرتبہ گھوڑا اُسکا زخمی ہوا اور وہ پیادہ ہوکر تیر و نیزہ و شمشیر سے ہلاکی مخالفون سے برلاکر کسیطرح تقصیر نہ کی اس درمیان مین سلطان کی نظر داؤد خان کے نشان پر پڑی سراسیمہ ہوا لیکن اسقدر صبر کیا کہ شکست اعدا پر پڑی اور دوبارہ نسیم فتح و ظفر چہرۂ اقبال مسلمانون پر چلی اُسوقت داؤد خان کو اپنے پاس بلاکر از روے آشفتگی دشنام دی اور فرمایا یہ کیا حرکت تھی کہ تو عمل مین لایا اور دہنہ کو خالی چھوڑا اگر وہ دہنہ کفار کے ہاتھ آوے کوئی مسلمان اس شہر سے جانبر نہووے پھر ایک جماعت امرا کو اس دہنہ کی محافظت کیواسطے کہ جو عاشق کے دل سے بھی تنگ بہت تھا بھیجا اور خود دریا کے کنارے استقامت فرمائی اسواسطے کہ کشن رائے دریا کے اسطرف کھڑا تھا اور پھر سپاہ کے فراہم کرنے کی فکر مین تھا لیکن کفار نامرد سودرہ نے جب دہنہ خالی دیکھا فرصت پاکر اُسپہ مصروف ہوے اور جو امرا کہ اُسکی محافظت کے واسطے مجددًا مامور ہوے تھے اُنکے دفع سے عاجز ہوکر سلطان کو حقیقت حال سے پیغام دیا سلطان مجاہد شاہ کہ چالیس ہزار کافر سوار و پیادہ کو اُس روز تہ تیغ بیدریغ کرچکا تھا اور اُسکے افواج کے آدمی بھی بہت ضائع ہوے تھے صلاح توقف مین نہ دیکھکر دہنہ سودرہ کیطرف متوجہ ہوا اور کفار دہنہ سودرہ جو زبردستی اُس شیر خشمناک کی بطور واجبی جانتے تھے بمجرد اُسکی توجہ کے بنات النعش کیطرح متفرق اور پریشان ہوکر ایک گوشہ کیطرف بھاگے اور چونکہ کشن رائے نے تعاقب کیا تھا سلطان محمد شاہ مع فوج خاصہ خیلان دہنہ کے سر پر اسقدر ایستادہ رہا کہ صغیر و کبیر لشکر اسلام کے سلامت اُترے اور جس شخص نے کہ اُس شہر و مملکت مین دیکھا جانتا ہے کہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی نے اس سفر مین کیسے کیسے کارنمایان کیے ہین کہ فلک زبردست کے ہاتھ سے بر نہ آوین القصہ ولایت کنہرہ کو

اسکو کرناٹک بھی کہتے ہین طول اُسکا شمالاً وجنوباً نہر کشنہ کے کنارے سے سیت بند رامیسر تک چھ سو کوس ہی اور عرض
اُسکا غرباً و شرقاً تخمیناً ایک سو اور پچاس کوس ہوتا ہی اور بھی کنارے دریاے عمان سے سرحد مملکت تلنگ
اور ملک کرناٹک تک جنگل اور قلعون سخت سے مملو ہی اور باشندگان اُس حدود کی کنہری زبان ہی اور بعضون
کی تلنگی زبان اور بعض شجاع اور مردانہ ہوتے ہین اور رزم کے روز بزم کی طرح نال زنان اور رقص کنان آتے
ہین لیکن آخر کو پاے ثبات اپنے میدان کین مین نہین جمانے اور اہل اسلام کے غازیون کی شوکت و صلابت انکے
بھی دلون پر غالب ہی اسلیے سلاطین بہمنیہ باوجود قلت سپاہ اُنسے غالباً سلوک کرتے تھے وگرنہ راے بیجانگر
بحساب مملکت و سپاہ اُنسے مراتب مین کہین زیادہ تھا خصوصاً اسوقت مین کہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی ترکتاز مین
اشتغال رکھتا تھا کسواسطے کہ مملکت تلنگ اب تک بالتمام تصرف بہمنیہ مین نہ آئی تھی اور بندر گوہ اور قلعہ بلگام
وغیرہ جو کرناٹک مین داخل نہین ہی راے بیجانگر کے تحت مین تھا اور بہت ولایت تلنگ سے تغلب لیکر ایک
مملکت باغی سے مصفی زیر حکم رکھتا تھا اور راے سیلان اور ملیبار اور حکام بنادر و جزائر کے ایلچیون کو اُسکی درگاہ مین
بھیجکر بارسال نفائس و ظرائف تقرب ڈھونڈھتے تھے اور کشن راے کے آبا و اجداد نے اُس مملکت مین سات سو برس بادشاہی
کر کے اندوختہ اور اندوختہ کہ ایک دوسرے کا صرف نکرتے تھے اور اس مدت مدید اور عرصہ دراز مین کسی طور سے حادثہ نے
صورت نہ دکھائی تھی اس سبب سے خزانے اُس مملکت کی راؤن کے تمام بادشاہان روے زمین سے برابری کرتے تھے
اور بادشاہ علاء الدین خلجی دہلوی کے عہد مین کشن راے کا دادا جو بیجانگر کا بانی تھا اپنے باپ اور دادا کے خزانونکو بہ نیت
ثواب و ذخیرہ آخرت جا بجا زمین مین مدفون کرکے اُنکے اوپر بتخانہ تعمیر کیے تھے اور بعضے اُن خزانون مین سے جو سرزمین
سیت بند رامیسر مین مدفون تھے سلطان علاء الدین خلجی کے نصیب ہوے اور اُس ولایت کے نجومیون نے
حکم کیا تھا کہ یہ تمام خزانے ایک بادشاہ اسلام کے تصرف مین آوینگے چنانچہ اسکی کیفیت بتفصیل تمام اپنے مقام
مین مذکور ہی القصہ سلطان مجاہد شاہ نے جب جانا کہ بیجانگر آسانی سے فتح نہوگا اُس شہر سے فوج برخاست کرکے
نہضت فرمائی اور اُس عہد کے پاس و لحاظ سے جو سلطان محمد شاہ بہمنی غازی نے کیا تھا رعایا اور مساکین کے قتل مین
تمام نکیا ساٹھ یا ستر ہزار لڑکیان اور لڑکے کافرون کے اسیر کیے اور جب اُسکے ملازمان جان فشان نے جو قلعہ ادونی کا محاصرہ
رکھتے تھے اُسطرف جاکر نو مہینے اوقات شاہی قلیل البقا کو قلعہ گیری مین صرف کی اور تابستان یعنی گرمی کا موسم آخر ہونے پر
تھا کہ کفار نے بے آبی سے عاجز ہوکر وہ قلعہ مسلمانون کے تسلیم کیا کہ ناگاہ پانی برسا اپنے فعل سے پشیمان ہوے اور سلطان
کے لشکر مین بھی آثار قحط غلہ ظاہر ہوا اور مرض اسہال اور پیچش کا شائع ہوا اور خلائق جان سے بتنگ ہوکر مراجعت کی
خواہان ہوئی ملک نائب سیف الدین غوری نے حسن آباد گلبرگہ مین جب یہ احوال دریافت کیا سلطان کو لکھا کہ دولتخواہ
خاص و عام کے افواہ سے تعریف قلعہ ادونی کی سنتا ہی اگر فرمان سریع النفاذ شرف صدور پاوے لشکر ظفر پیکر مین حاضر
ہوکر اس حصار کی سیر دیکھے مزید از سائر عنایات ہوگی سلطان مجاہد شاہ نے التماس اُسکی درجہ اجابت سے مقرون فرمائی
ملک نائب سیف الدین غوری بسبیل استعجال ملازمت اشرف مین مشرف ہوا اور خلوت مین یہ سمجھایا کہ یہ قلعہ حصار
گردون وقار کہ پندرہ قلعے گرد رکھتا ہی اور ایسے پہاڑ وسیع و رفیع پر واقع ہوا ہی جلد فتح نہوگا سزاوار کشورکشائی یہ ہی کہ
اول قلعہ و گڑھیان مابین دو آب کو بندر گوہ اور بلگام سے بنکاپور تک تصرف مین لاوین اسکے بعد اس قلعہ کی

تسخیر کے واسطے عازم ہوویں اور جب سلطان مجاہد شاہ مراجعت پر راضی ہوا ملک نائب سیف الدین غوری نے رائے بیجانگر سے صلح کی اور سلطان نے اسوقت عنان شبدیز عزیمت اپنی مملکت کی طرف منعطف فرمائی اور ملک نائب سیف الدین غوری کو بیشتر حسن آباد گلبرگہ کو روانہ کیا اور رایات بادشاہی جب تمندرہ سے عبور کرکے مدکل کی حوالی میں پہونچے فلک شعبدہ باز نے مقدمات تمہید قتل سلطان میں کوشش کرکے ایسا کیا کہ خسرو شجاعت آئین نے لشکر کو مدکل میں چھوڑکر ایک جماعت مخصوصان اور ارباب عشرت سے کہ عدد انکے چار سو ہونگے شکار میں مشغول ہوا اور داؤد خان اور مسند عالی خان محمد اور صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون سرحلقہ اس جماعت سے تھے اور سلطان مجاہد شاہ گرم شکار ہوکر قلعہ رائچور کے اطراف تک گیا اور صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کہ بادشاہ کی بیباکی اور بے پروائی جانتے تھے تمام وقت لوازم ہوشیاری میں کوشش کرکے شرائط محافظت بجالاتے تھے اور اس سبب سے کہ وہ جناب تمام دن شکار میں مشغول ہوکر شب کو بھی ہر ایک پہاڑ اور جنگل میں بے تکلفانہ پہونچکر فروکش ہوتا تھا اور داؤد خان کہ اسکی دشنام دہی سے آزردہ خاطر تھا بادشاہی کی فکر میں مبتلا ہوکر اسکے قتل پر آمادہ ہوا اور مسند عالی خان محمد کہ دولت آباد کے عزل امارت اور اعظم ہمایون کے غلبہ سے ہمقرین حزن و ملال تھا اور مسعود خان ولد مبارک خان مقبول الخاصہ جو کینہ اپنے باپ کے قتل کا سینہ میں رکھتا تھا داؤد خان کا شریک ہوا اور غدر کی گھات میں بیٹھے اور شکار گاہ میں ہر چند سعی کی صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کی ہوشیاری کے سبب سے ہیولائی خیال انکا صورت پذیر نہوا لیکن جو قلم تقدیر اسپر جاری ہوا تھا اور قضائے آسمانی دگرگون نہیں ہوتی ہے اور یہ جگہ جسکو سرائے فنا و قحبہ دنیا کہتے ہیں گذشتنی اور گذاشتنی ہے شعر اگر صد سال مانی ور یکے روز ۞ بباید رفت زین کاخ دل افروز ۞ الغرض سلطان مجاہد شاہ نے شکار سے فارغ ہوکر صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کو خواہ مخواہ رخصت انصراف مملکت برار و دولت آباد ارزانی فرمائی اور یہ ناچار اور باکراہ اس سے جدا ہوکر اپنی جاگیرون کی طرف روانہ ہوئے سلطان مجاہد شاہ لشکر گاہ میں تشریف نہ لے گیا اور اس جماعت کے ہمراہ جو شکار میں ہمراہ تھی حسن آباد گلبرگہ کیطرف توجہ فرمائی لیکن جس دم کہ نہر کشنہ سے عبور کیا ایک روز اس نہر کے کنارے مقام کرکے صید ماہی میں مصروف ہوا اور اس روز چشم حق بین اسکی آشوب آئین اور درد چشم کے باعث شب کو سراپردہ میں رونق افزا ہوا اور داؤد خان اور مسعود خان چند جوانان بہادر سے یکدل اور یکجہت ہوکر چوکی پہرہ کے بہانہ سراپردہ شاہی کے قریب آنکر بیٹھے اور اسکے بعد کہ زلف لیلائے لیل کمر تک پہونچی یعنی آدھی رات گذری اور لوگ جابجا متفرق ہوئے اور ان غداروں کے سوا دربار میں دو سر شخص نرہا داؤد خان مستعد ہوکر مسند عالی خان محمد کو مع چند کس باہر چھوڑا اور خود مع مسعود خان اور دو شخص دیگر ہمراہ لیکر سراپردہ میں داخل ہوا سلطان مجاہد شاہ بہمنی کو بالائے پلنگ و ساده ناز و نعم پر آرام خاص میں پایا اور ایک خواجہ سرا اور غلام زادہ جبشی کہ وہ دونون حبشی یعنی ماتش باکرتے تھے انھون نے داؤد خان کو دست بخنجر دیکھکر شور و فریاد برپا کیا سلطان مجاہد شاہ نے بیدار ہوکر ہر چند ہاتھ آنکھون پر پھیرا اور سعی کی کہ دیدۂ رمد رسیدہ وا ہون فائدہ نہ بخشا داؤد خان جفاکار نے فرصت پاکر برق کیطرح حضرت پر جا پڑا اور پیشدستی کرکے خنجر بیداد سلطان کے شکم مبارک پر مارا کہ آنتیں نکل پڑیں سلطان مجاہد شاہ نے باوجود ایسے زخم کاری اور آشوب چشم کے نہایت مردانگی سے قاتل کی طرف ہاتھ دراز کیا اتفاقات سے ہاتھ داؤد خان کا مع خنجر سلطان کے ہاتھ میں آیا اپنی طرف کھینچا اور غلام زادہ حبشی باوفا نے

باوصف اسکے کہ تنہا تھا مسعود خان کو لپٹ گیا مسعود خان نے غلام زادہ حبشی کا ایک ضرب سے کام تمام کیا اور بلا توقف قبضہ اپنے شمشیر تیز خونریز کا اسطرح سے بناگوش شاہ پر مارا کہ دفعۃً مرغ روح پر فتوح جنت الماویٰ کی طرف پرواز کر گیا **نظم** اجل خانۂ تن بپرداختش ٭ پس از تخت بر تختہ انداختش ٭ جہان کار زینگونہ بسیار کرد ٭ زمانہ نخستین چنین کار کرد ٭ یکے را ز زر بر سر افسر نہد ٭ یکے را بخاک سیہ در نہد ٭ داؤد خان سلطان مجاہد شاہ کے پنجۂ انتقام سے نجات پا کر سراپردہ کے باہر گیا اور اُسی دن تمام امرا اور اولاد امرا کو کہ جو بدرہ ہمراہ تھے حاضر کر کے اپنی سلطنت کا مدعی ہوا جو کہ وارث ملک تھا اور سلطان مجاہد شاہ لا ولد تھا سبھون نے سر اطاعت کا زمین تسلیم پر رکھا اور داؤد خان نے ہر ایک کو عنایت اور مرحمت سے ممتاز کر کے بوعدہ ہاے مسرت افزا مسرور اور محظوظ کیا اور صبح کے وقت جنازہ اپنے بھتیجے شہید کا حسن آباد گلبرگہ مین بھیجکر خود دو تین دن وہان متوقف ہوا پھر لشکر کو ہمراہ لیکے بشوکت و صولت بادشاہی دار الملک کی طرف متوجہ ہوا اور واقعہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی شہید کا ذیحجہ کے سترھوین شب کو ۷۷۹ھ سات سو اُنہتر ہجری مین واقع ہوا مدت اسکی سلطنت نے تین برس کا بھی عرصہ نہ کھینچا اور حاجی محمد قندھاری اپنی تاریخ مین لکھتا ہی کہ مبارک نام ایک شخص تنبولداری کے عہدہ سے مرتبہ قرب امارت مین پہونچا تھا اور خزانہ بھی اُسکے حوالہ تھا ایک رات کو دیکھا کہ سلطان مجاہد شاہ نے خزانہ کا دروازہ توڑکر چند بدرہ برآوردہ کر کے اپنے اطفال ہمسال و ہمبازی پر قسمت کیا مبارک گلوری بردار نے حقیقت حال سلطان محمد شاہ بہمنی غازی کے گوش زد کی سلطان محمد شاہ نے غضب مین آکر چند چابک سلطان مجاہد شاہ کو مارے سلطان نے وہ کینہ اپنے دلمین رکھا اور مبارک تنبولدار ڈرا کہ مبادا بعد حصول دار الملک انتقام کھینچے پھر داؤد خان وغیرہ سے موافق ہوکر سلطان کو قتل کیا اور بعضے مورخون نے یہ بھی تحریر کیا ہی کہ مسعود خان ولد مبارک خان تنبولدار خاصہ نے یہ سانحہ برپا کیا تھا واللہ اعلم بالصواب **تذکرہ داؤد شاہ بن سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی کے غدر اُٹھانے کا اور درگاہ منتقم حقیقی سے جلد مکافات پر پہونچنے کا** مورخین دکن نے تحریر کیا ہی کہ جب خبر شہادت سلطان مجاہد شاہ بہمنی نے انتشار پایا ہر طرف سے فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کہ بیجاپور کے اطراف مین پہونچے تھے ایسمین توقف کر کے تہنیت کے واسطے حسن آباد گلبرگہ مین نہ گئے اور ہاتھی اور گھوڑے بادشاہی کہ بیجاپور مین تھے اُنپر متصرف ہوکر ایلچپور کی طرف روانہ ہوے اور داؤد شاہ کو لکھ بھیجا کہ استراحت کے واسطے خیل و حشم اپنی ولایت کی طرف لیجاکر چشم انتظار شاہراہ عنایت پر وا رکھتا ہون جسوقت بشگاہ جاہ و جلال اقبال سے فرامین طلب صادر ہونگے بارگاہ فلک پایگاہ مین سر سے قدم کر کے بجناح استعجال روانہ ہونگے اسیطرح لشکر بیجانگر کہ محافظت کیواسطے اپنی سرحد مین اقامت رکھتا تھا سلطان مجاہد شاہ کی خبر قتل سنکر نہایت شاد ہوا بلکہ لوازم شادمانی اور خوشحالی بجالائے اور آب کشنہ تک تاخت کر کے قلعہ رایچور کا محاصرہ کیا اور حسن آباد گلبرگہ کے باشندے بھی دو فرقہ ہوے بعضے داؤد خان کے خواہان اور بعضے محمود شاہ کی سلطنت کے راغب ہوے اور محمود شاہ سلطان علاء الدین حسن بہمنی کا چھوٹا بیٹا تھا اور سلطان مجاہد شاہ کے حکم کے موافق حسن آباد گلبرگہ مین استقامت رکھتا تھا اور ملک نائب سیف الدین غوری کہ مرد عاقل اور جہاندیدہ تھا یولا ایسی علامتین باعث زوال دولت و مملکت ہین اب کہ داؤد شاہ نے تاج شاہی سر پر رکھا ہی مناسب یہ ہی کہ

ہم سب اُسکا حلقۂ اطاعت اپنا آویزہ گوش کرکے فتنہ اور فساد کے گرد نہ پھرین اور چونکہ ملک نائب سیف الدین غوری اس دولتخانہ کا رکن اعظم تھا تختگاہ کے تمام آدمی یہانتک کہ خواتین حرم نے بھی اُسکے کہنے پر موافقت کی مگر سلطان محمد کی خواہر اعیانی کہ ملک نائب سیف الدین غوری کی نانی ہوتی تھی سرزنش کرکے اضطراب اور بیتابی بہت کرتی تھی لیکن مفید نہ ہوا اُس جناب وکالت دستگاہ نے خطبہ داؤد شاہ کے نام پڑھا اور اعیان اور مشائخ اور صدور اتفاق کرکے موکب داؤد شاہ بہمنی کے استقبال کے واسطے گئے اور اُسے شہر مین داخل کرکے تخت فیروزہ پر بٹھایا اور خود منصب وکالت سے استعفا طلب کیا اور داؤد شاہ نے بھی مبالغہ اُسکا اندازہ سے زیادہ دیکھکر التماس اُسکی قبول کی اور از روے استقلال مہمات سلطنت مین مشغول ہوا اور جمیع امرا و ارکان دولت نے سر اُسکے خط فرمان پر رکھا لیکن سلطان مجاہد شاہ کی بہن کہ روح پرور آغا نام رکھتی تھی اسکی عداوت مین ثابت قدم اور راسخ دم ہوکر مبارکباد کو نہ گئی اور ہرچند داؤد شاہ ملائمت کرتا تھا وہ اُسے مطلق جواب نہ دیتی تھی اور وجود و عدم اُسکا یکسان معلوم کرتی تھی اور اس سبب سے کہ سلطان محمد شاہ کے عہد مین معزز اور مکرم ہوکر تمام اہل حرم پر فوق رکھتی تھی داؤد شاہ بھی اُسکی عزت و ادب کا لحاظ ملحوظ رکھکر باوصف ان باتون کے تحمل اور برداشت کے سوا کچھ نہ کرتا تھا یہانتک کہ باکنہ نام ایک جوان کہ وفور اخلاص اور شجاعت کے سبب سلطان مجاہد شاہ کا مقرب ہوکر مراتب اعلی کو پہونچا تھا روح پرور آغا کی تحریص و ترغیب سے اپنے سر جان سے درگذر کرکے قصاص خون ولی نعمت کا اپنے ذمہ ہمت فرض شمار کرکے جویاے فرصت تھا اور تیر قصد بکمان توجہ مین لیس کیا تھا اتفاقاً انھین دنون مین بروز جمعہ ماہ محرم کی اکیسوین تاریخ سنہ سات سو اسی ہجری مین داؤد شاہ مسند عالی خان محمد کے ہمراہ اُسکے نماز کے واسطے مسجد جامع مین گیا اور مسمی باکنہ کہ جوان سورما اور بانکا تھا داؤد خان کے عقب جاکر تکبیر تحریمہ کہکر نماز مین مشغول ہوا اور جب فرصت دیکھی بچستی اور چالاکی صف اولی سے پاؤن بڑھاکر تیغ انتقام میان سے کھینچی اور جب تک آدمی واقف ہون سجدے کے درمیان مین ایک ضرب شمشیر ایسی پہونچائی کہ داؤد شاہ بہمنی نے ہلکر پانی نہ مانگا اسی مقام مین سر نہ اٹھا کر گریبان عدم مین کھینچا اور مسند عالی خان محمد نے اپنے چچیرے بھائی کو مقتول دیکھکر آنکھون مین خون بھر لایا اور اپنی جگہ سے جھپٹکر قاتل کو بھاگنے کی فرصت نہ دی اور سر باکنہ کا تن سے جدا کیا مضمون بشر القاتل بالقتل ظہور مین پہونچنے سے قدرت قادر حقیقی کی ظاہر ہوا بہر ہوئی زمانہ سلطنت اور حکومت داؤد شاہ بہمنی کا ایک مہینا اور پانچ روز تھا البقاء للملک المعبود اور یہ نکتہ اس کتاب کے خارج بنظر فوائد تحریر ہوا نکتہ یہ نکتہ بھی شدائد و براہین سے ثابت و محقق ہے کہ جسنے زاویہ عدم سے صحراے وجود مین قدم رکھا اُسنے موت کا ذائقہ بلاشک چکھا اور فنا ست گزیر نہ ہے حاصل جینے کا مرنا ہے جس شی کو زوال ہے اُسکی محبت بیہودہ خیال ہے راے سلیم وہ ہے کہ طریقہ مستقیم اختیار کرے دنیا کی محبت زیادہ نہ رکھے اسکے کار کو بازیچے انکار سمجھے مکھی کی طرح یہ عسل کہ جسکی اصل سم ہے شیرینی کم ہو نہ جائے رشتہ تعلقات مقراض توفیق سے کاٹے جب ان جھگڑون سے دور ہو تو زمین رحمت پروردگار ہو اس بحر زخار ناپیدا کنار سے بیڑا پار ہو سن سرور السلطانی

ذکر سلطان محمود شاہ بہمنی بن سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی طاب ثراہ کی سلطنت کا

شاہدنان فضائل صوری باقلام زبان معنی سنج داستان گذشتگان علی الخصوص زبان روایت دکن صاحب شمشیر وصف شکن کی یون بیان فرماتے ہین کہ بعد قتل ہونے داؤد شاہ بہمنی مسند عالی خان محمد عازم ہوا کہ محمد سنجر ولد داؤد شاہ کہ

نو برس کا تھا باپ کا جانشین کرے داؤد شاہ کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر بعضے آدمیوں کو رجوع کر کے خود قلعہ کی طرف
متوجہ ہوا اور روح پرور آغا نے اس حال سے آگاہ ہو کر دروازہ اسکے منہ پر بند کر کے کہا کہ خدا ایسا نہ کرے کہ فرزند
ایسے ناخدا ترس ظالم کا کہ میرے بھائی کو ناحق قتل کیا بادشاہ ہو یہاں شائستہ خلافت محمود خان خلف سلطان علاء الدین حسن
کانگوی بہمنی ہے اور اسواسطے کہ محمد سنجر ولد داؤد شاہ کو قلعہ کے اندر روح پرور آغا نے قید کیا تھا مسند عالی خان محمد
اعوان و انصار کو اپنے لیکر ملک نائب سیف الدین غوری کے مکان پر گیا اور محمد سنجر ولد داؤد شاہ بہمنی کی سلطنت
کے بارہ میں دعوت کی ملک نائب سیف الدین غوری نے جواب دیا کہ محمود خان اور محمد سنجر دونوں قلعہ میں
رہتے ہیں اور تمام روح پرور آغا کی صلاح و صواب سے باہر نہیں ہیں مناسب یہ دیکھتا ہوں کہ بلا طمانیت و منازعت
کو بیعت کر جلد جا کر مہم سلطنت کو اسکے کف اختیار میں چھوڑیں اور مسند عالی خان محمد جو جانتا تھا کہ ارکان دولت
کا فرا و مسلمان اور مرد و عورت ملک نائب سیف الدین غوری کے کہنے سے باہر نہیں ہیں اسے مختار
کیا اور ہمراہ اسکے قلعہ کی طرف متوجہ ہوے اور روح پرور آغا نے بعد گفتگوے دراز محمد سنجر ولد داؤد شاہ کو
نابینا کر کے محمود خان کو بجاے برادر مقتول کہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی شہید سے مراد ہے تخت فیروزہ پر متمکن کیا اور
فتوح السلاطین کے ناظم نے اس بادشاہ کے نام میں غلطی کی ہے وہ کہتا ہے کہ نام اس بادشاہ کا محمد شاہ ہے اور اشعار
میں ہر جگہ محمد شاہ مذکور کیا اور اسیطرح سے بعضے مورخین گجرات و دہلی نے کیا از متقدمین اور متاخرین جو تتبع حالات
دکن کما حقہ نہ کیا تھا اسامی شاہان بہمنیہ اور بہت حکایات میں غلطی کی ہے اور سب آدمیوں نے قلم کھینچ کر تحقیق میں اسکا
بہتکا دے شش کا کم جان پر نہیں کسا القصہ سلطان محمود شاہ ایک بادشاہ سلیم النفس و کم آزار و سلطان خوش خلق و عدالت
آثار تھا اور امور دنیوی میں نظر باریک سے مراد غور و تامل سے ہے عدل و داد میں کوشش کرتا تھا اور ابتداے جلوس
میں مسند عالی خان محمد کو جو مایہ فساد جانکر قلعہ ساغر میں مقید کیا اور وہ اسی عرصہ میں قضاے الٰہی سے فوت
ہوا اور مسعود خان ولد مبارک خان ہندو لدار خاصہ کو کہ سلطان مجاہد شاہ کے قتل میں شریک تھا مثلہ یعنی ناک کان
کاٹکر بعقوبت تمام دار پر کھینچا اور ملک نائب سیف الدین غوری کو بمبالغہ اور استواری تمام پھر بنہج سابق خلعت
وکالت اور پیشوای اور طرفداری پاے تخت پر سوار کر کے اسکے بے مشورہ امور معظم کے گرد مطلقاً نہ پھرتا تھا اور یہ
امر اسے نہایت مبارک اور سعید ہوا اسکی مدت سلطنت میں ہرگز کسی فتور اور قصور نے قواعد دولت میں راہ نہ پائی
اس درمیان میں بہادر خان اور صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون نے اطاعت کی اور بسبیل سرعت دار الخلافہ میں
آنکر لوازم تہنیت بجا لاے اور راے بیجانگر نے بھی اظہار اخلاص کر کے قلعہ رائچور کا محاصرہ ترک کیا اور سلطان محمد شاہ
غازی کے عہد کے موافق پھر باج و خراج اپنی گردن پر رکھا اور کبھی حیطۂ فرمانبرداری سے قدم باہر نہ رکھا اور سلطان
محمود شاہ قرآن خوب پڑھتا تھا اور خط مرغوب لکھتا تھا اور طبع موزون اور نظم رکھتا تھا اور یہ بیتیں اسکی طبع زاد میں
نظم آنجا کہ لطف دوست دہد منصب مراد بخت سیاہ و طالع میمون برابر است ٭ عاقبت در سینہ کار خون خاسد
سیکند ٭ رخصتی ای دل کہ از الماس تشتر می خورم ٭ خضر پر سود است در بیع متاع عاقبت ٭ سے ر و م
این جنس را از جاے دیگر می خورم الخ اور علوم متداولہ سے باخبر تھا فارسی اور عربی فصیح بولتا تھا اور جس وقت فتحیاب
ہوتا تھا مسرت و انبساط اسپر غالب نہوتی تھی اور جب کسی طرح کا صدمہ اسے پہونچتا تھا غمگین اور محزون نہوتا تھا

فتوح السلاطین

بادشاہ شاعر بود

اور مدت عمر مین زن منکوحہ کے سوا دوسری عورت سے کبھی ہم بستر نہوا اور علما اور فضلا بہ مجالست کر کے تعظیم
تمام پیش آتا اور رعایت حسب دلخواہ کرتا تھا اور عہد خجستہ مہد مین اُسکے شعراے عرب و عجم دکن مین آ کر سرچشمہ
جود و احسان اُسکے سے مستفید اور سیراب ہوتے تھے چنانچہ ایک شعراے عجم سے میر فیض اللہ انجو کے ذریعہ سے کہ
صدر صدارت پر متمکن تھا دکن مین آیا اور ایک قصیدہ رزم و بزم مین بہ پیشگاہ حضرت گذرانا مجلس اول مین ایک ہزار
اشرفی طلائی کہ عبارت ہزار تولہ سے ہے صلہ پایا اور بعز و تکرم اور فائز المرام ہو کر اپنے وطن مین گیا اور جب دم
آوازہ سخاوت اور ہنر پروری اور قدر شناسی اُس شاہ فرخندہ بخت کا عالمگیر ہوا خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ
بھی سفر دکن کے راغب ہوے لیکن بعضے موانع کے سبب اُنکی تشریف آوری مین تامل ہوا اور جب یہ خبر میر فیض اللہ
انجو کو پہونچی کچھ زاد و راحلہ خواجہ کیواسطے شیراز مین بھیجکر پیغام دیا کہ اگر آپ اسطرف تشریف شریف ارزانی فرما کر مملکت
دکن کو اپنے وجود فیض بخش سے رشک روضہ رضوان فرماوین اہالی اس دیار کے شکر بندہ منت لازم بجالاوین
اور بعد حصول نقد مطالب و مقاصد آپ کو بخیر و سعادت شیراز کی طرف روانہ کرین خواجہ حافظ میر فیض اللہ انجو
کی توجہ اور مہربانی موفورہ سے محظوظ ہو کر سفر ہندوستان کے راغب ہوے اور جو کچھ میر موصوف نے بھیجا تھا اُسمین
کچھ اپنے بھانجون کو اور بیویون کو تقسیم کیا اور کچھ روپیہ اداے قرض مین صرف کر کے سامان سفر درست کیا اور
شیراز سے برآمد ہوے جسوقت کہ بلاد زمین پہونچے مال دنیوی جو رکھتے تھے اپنے ایک آشنا محتاج لٹے ہوے کو
پیشکش کیا اور آپ تہیدست ہوے اور خواجہ زین العابدین ہمدانی اور خواجہ محمد کازرونی کہ تجاران معتبر سے تھے اور
ہندوستان کی روانگی کا داعیہ رکھتے تھے خواجہ حافظ کے مصارف راہ کے متکفل اور متعہد ہوے اور حافظ کو ہرموز مین لائے
اور بعضے امور مین کوتاہی کر کے خواجہ کو رنجیدہ کیا اور باوجود اس حال کے خواجہ بالاتفاق اُنکے کشتی محمود شاہی مین جو دکن سے آئی
تھی سوار ہوے قضارا ابھی کشتی روانہ نہوئی تھی کہ باد مخالف کے چلنے سے دریا شورش اور طلاطم مین آیا خواجہ یکبارگی اس
سفر سے متنفر ہوے اور اپنے یارون سے فرمایا کہ بعضے دوستون کو جو ہرموز مین رہتے ہین انھین دیکھا اور اُنسے رخصت ہو آؤن
اس بہانہ سے جب کشتی سے برآمد ہوے یہ غزل موزون کر کے ایک آشنا کے ہاتھ میر فیض اللہ انجو کے پاس بھیجی اور
خواجہ حافظ شیراز کیطرف سوار ہوے **غزل** دمی با غم بسر بردن جہان یکسر نمی ارزد ٭ بمی بفروش دلق ما کزین بہتر نمی ارزد ٭
بکوے میفروشانش بجامی برنمیگیرند ٭ زہے سجادۂ تقوی کہ یک ساغر نمی ارزد ٭ رقیبم سرزنشہا کرد کزاین خاک
در بگذر ٭ چہ افتاد این سر ما را کہ خاک در نمی ارزد ٭ بسے آسان نمود اول غم دریا ببوے زر ٭ غلط کردم کہ یک موجش
بصد من زر نمی ارزد ٭ شکوہ تاج سلطانی کہ بیم جان درو درجست ٭ کلاہ دلکش ست اما بترک سر نمی ارزد ٭ بشو این
نقش دل تنگی کہ در بازار یکرنگی ٭ ملمع ہاے گوناگون بہ احمر نمی ارزد ٭ چو حافظ در قناعت کوش و از دنیاے دون بگذر ٭ کہ
یک جو منت دونان جہان یکسر نمی ارزد ٭ اور جب یہ غزل میر فیض اللہ انجو کے پاس پہونچی ایکدن کسی تقریب سے سلطان محمود شاہ
کے دربار مین قصہ خواجہ کا ہرموز تک آنیکا اور سبب پلٹ جانے اور غزل بھیجنے کا بتفصیل گذارش کیا سلطان محمود شاہ نے
فرمایا جو خواجہ نے ہماری مجلس کے آنیکا قصد مصمم کر کے قدم رنجہ فرمایا تھا پھر بھی واجب فرض ہے کہ اُسے اپنے بحر فیض سے
محروم نرکھین پھر ملا قاسم مشہدی کو کہ فضلاے اُس دولتخانہ سے تھا ہزار اشرفی سپرد کر کہ قسم قسم کا امتعہ ہند خرید کر کے
خواجہ شیراز کے واسطے لیجاوے اور سلطان محمود شاہ شاہی سے بیشتر لباس قیمتی نہایت پر تکلف زیب بدن کرتا تھا اور جب

سلطان

سلطان ہوا لباس بے تکلفانہ پہنا کرتا اور کہتا تھا کہ بادشاہ خزائن الٰہی کے امانت دار ہین قدر احتیاج سے اسمین
زیادہ تصرف کرنا محض خیانت ہے اور جب اسکے عہد مین دکن مین قحط پڑا دس ہزار بیل سرکاری گاؤخانہ کے گجرات
اور مالوہ مین بھیجکر غلہ منگواتا تھا اور بقیمت ارزان مسلمانون کے ہاتھ فروخت کرتا تھا اور یتیمون کے واسطے گلبرگہ اور
بیدر اور قندھار اور ایلچپور اور دولت آباد اور جیول اور دابل کے سوا اور بھی شہرون اور قصبون مین معلمون کو مقرر
کرکے اخراجات معین فرمائے اور محدثان اخبار حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیواسطے شہرہاے وسیع مین وظیفے مقرر کرکے
انکی تعظیم وتکریم مین کوشش کرتا تھا اور نابیناؤن کے احوال پر اختلال پر نظر ترحم مبذول کرکے مشاہرہ دیتا تھا یہانتک کہ
آدمی آپ کو عمداً اندھا کرکے تنخواہ ماہ بماہ لیتے تھے اور بخلاف سلطان مجاہد شاہ قطب دوران شیخ محمد سراج جنیدی سے
مسلوک ہوکر مرض الموت مین انکی عیادت کیواسطے گیا اور زیارت کے دن انکے مزار پر حاضر ہوکر فاتحہ پڑھتا تھا اور خیرات
ومبرات مین مشغول ہوتا تھا کہتے ہین جب مالک الملک کی عنایت سے سلطان محمود شاہ صاحب تخت وتاج ہوا
ایوان بزم کو میدان رزم پر اختیار کرکے اوقات شاہی بے دردسر نیزہ شمشیر بسر لیجاتا تھا اور اٹھارہ برس اور نو مہینے
اور چوبیس روز ایام سلطنت مین کسی طرف فوج کشی نہوا عیش وعشرت مین گذرانی اسواسطے ایک ظریف ستم نے
از روے ظرافت اسکا نام ارسطو رکھا تھا نظم چو آن شہ بدولت جہان برگرفت ✤ نشاہنشہی چتر بر سر گرفت ✤ بسے سالہا
درجہان کام یافت ✤ براورنگ بے رزم آرام یافت ✤ اور نظر بد کی دفع کیواسطے اسکے آخر عہد مین چند ماہ آتش فتنہ شعلہ زن
ہوکر ساکن ہوئی اور تذکرہ اس بات کا یہ ہے کہ بہاء الدین ولد رمضان دولت آبادی منظور نظر عاطفت ہوا اور
تھانہ داری اور حکومت ساغر پر سرفراز ہوا اور فرزند اسکے ایک محمد اور دوسرے خواجہ نے مقرب درگاہ ہوکر
مسند امارت پر قدم رکھا اور روز بروز شوکت واستقلال انکا بڑھتا گیا اور امثال واقران نے انپر رشک وحسد
کرکے زبان بدگوئی اور غیبت کھولی اور دونون بھائیون کو خیانت مین متہم کیا اور باوجود اسکے کہ سلطان محمود شاہ
نے باور اور یقین نہ کرکے اُن باتون کو غرض اور دشمنی پر محمول کیا لیکن محمد اور خواجہ نے متہم ہوکر نشان مخالفت
اور طغیان کا بلند کیا اور ہزار سوار پیدل اور جمعیت ہمراہ لیکر ساغر کا راستہ لیکر اپنے باپ سے جا ملے اور وہ
بیچارہ بھی فرزندون کے سبب باغی ہوا اور باتفاق انکے سوار اور پیادہ فراہم کرنے مین مصروف ہوا جیسا کہ
دو مرتبہ لشکر سلطان کو جو انپر تعین ہوا تھا شکست دیکر یراق واسباب بہت ہاتھ پہونچایا سلطان محمود شاہ نے تیسری
مرتبہ یوسف اثر درکو جو اس خاندان کے غلامان ترک سے تھا انکی تنبیہ وتادیب کیواسطے مقرر کرکے مع لشکر قوی ساغر کی
طرف روانہ کیا اور اسنے جاتے ہی دو مہینہ تک قلعہ کو محاصرہ کیا اور اکثر اوقات خواجہ جماعت بہادران سے برآمد ہوکر
مردمان بیرونی سے کہ مراد یوسف اثر در کے ہمراہیون سے ہے جنگ مردانہ کرکے اپنی رستمی دکھاتا تھا اور زمین وآسمان سے
تحسین وآفرین سنتا تھا اور کبھی اسکا بڑا بھائی نہایت جوش وخروش سے جلوہ گر ہوکر داد مردی ومردانگی دیتا تھا
جب چارسو جوان زبردست ومردانہ انکے ہمراہ طریق یکجہتی پر مستحکم ہوکر تلوارین کھینچتے تھے اور بہیئت مجموعی قلب سپاہ
سلطانی پر حملہ آور ہوتے تھے اکثر وہ غالب آتے تھے اور ہرچند یوسف اثر در سعی کرتا تھا کہ وہ مغلوب ہون
مگر یہ میسر ہوتا تھا یہانتک کہ ایک دن سید محمد الملقب کالا پہاڑ کہ منصب داران جدید سے تھا اور بہادران
مشہور شاہی کی سلک مین منتظم اور منسلک تھا معرکہ مین محمد سے دوچار ہوکر شمشیر آبدار سے دبال پایکے دھڑے ہکے

ڈالتا تھا اور جو جنگ غلو بہ تھی کوئی شخص محمد کی مدد کو نہ پہونچا اور ایک ہاتھ اُسکا سید محمد کالا پہاڑ کی ضرب شمشیر سے سر تن سے مقطوع ہوا باوجود ایسے حال کے فتح محمد کیطرف سے ہوئی اُسیطرح نشست اسپ سے نہ اُترا تو یہ خبر خواجہ کو پہونچی وہ بھی قلعہ سے برآمد ہوا اور شام کے قریب ایک جنگ اور واقع ہوئی اور ساتھ قائمی کے ایک دوسرے سے جدا ہوے اور اُس شب کو دونون بھائی خلاف عادت خندق کے کنارے فروکش ہوے اور حریف شعبدہ بازی بازی سے غافل ہوے اور مردم درونی نے فرصت پاکر آدمی یوسف اَزدر کے پاس بھیجے کہ ہم دولتخواہ بادشاہی ہین ضرورت کے سبب ہم مخالفون سے موافق ہوے تھے آج کی رات میدان قلعہ دونون بھائیون سے خالی ہی ہم فلان وقت بہاء الدین ولد رمضان دولت آبادی کو قتل کرکے قلعہ کا فلان دروازہ کھولینگے مناسب ہی کہ ایک جماعت جوانان بہادر کی مستعد و مہیا ہوکر کمین فرصت مین رہین کہ بمجرد دروازہ کھولنے کے قلعہ مین درآوین القصہ یوسف اَزدر نے دوسو جوان نامی مسلح اور مکمل کرکے کہا اگر مردم حصاری اس بات مین صادق ہونگے تو سر بہاء الدین ولد رمضان دولت آبادی کا کاٹکر تمھارے پاس بھیجینگے تو تم قلعہ مین داخل ہوکر متصرف ہونا ورنہ قلعہ کے ادخال سے مجتنب ہوکر راجعت کرنا غرضکہ جب جماعت مذکور میعادگاہ مین پہونچی مردم حصار نے سر بہاء الدین ولد رمضان دولت آبادی کا کاٹکر قلعہ سے پھینکدیا اور یہ نہایت اطمینان بلکہ شوکت وشان سے نقارہ شادیانہ کا بجاتے ہوے قلعہ مین داخل ہوے اور تفرقہ دونون بھائیون کی جماعت مین ڈالا اور سفیدۂ صبح کیوقت تک قلیل سپاہ اُنکے پاس باقی رہی اور اسواسطے کہ راہ گریز مسدود تھی دونون بھائی مع سپاہیان وفادار قلب پر یوسف اَزدر کے دوڑے اور اسقدر ہتھیار کیا کہ شربت فنا چکھکر لحد کے تہخانہ مین منزل قبول کی اور یہ شمشیر اولین وآخرین تھی جو سلطان محمود شاہ بہمنی کے عہد مین غلاف سے برآمد ہوکر لوازم سیاست بجالائی تھی اور سلطان بعد اس فتح کے تھوڑے عرصہ مین یعنی ماہ رجب کی اکیسوین تاریخ سنہ ۹۹ سات سو ننانوے ہجری مین تپ محرق مین مبتلا ہوکر فوت ہوا اور دوسرے دن ملک نائب سیف الدین غوری نے جو رکن اعظم خاندان بہمنیہ تھا ایک سو سات مرحلہ راحل عمر سے طے کرکے شربت ممات چکھکر مہر خموشی منھ پر رکھی اور لوگون نے حسب وصیت سلطان علاء الدین حسن بہمنی کے گنبد کے قریب مدفون کیا اور چبوترہ گچ وسنگ سے اُسکی تربت پر تعمیر کیا اور منقول ہی کہ سلطان محمود شاہ بہمنی اسقدر شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقید تھا کہ کوئی شخص اجراے حدود شرعی مین تخلف اور کسی مسئلہ مین ہرگز توقف روا نرکھتا تھا جسوقت کہ اُسکی عہد سلطنت مین ایک عورت کو فعل قبیح زنا مین ماخوذ کرکے اجراے حد شرعی کیواسطے دار القضا مین لیگئے جب محکمہ مین حاضر ہوئی قاضی نے اُس سے سبب مبادرت اس فعل شنیع سے سوال کیا اُسنے جواب دیا کہ ایہا القاضی مین نہین جانتی تھی کہ یہ کام حرام ہی اور گمان مجکو یہ تھا کہ جسطرح سے ایک مرد کو چار عورتین حلال ہین عورتون کو بھی چار مرد روا ہونگے اس اشتباہ سے مین مرتکب اس امر ناشائستہ کی ہوئی اب مین حرمت پر اُسکی آگاہ ہوئی گرد اُسکے نہ پھرونگی اور اُس مکارہ بدکارہ نے اس حیلہ کے باعث حد شرعی سے رہائی پائی مضمون اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْم نے وضوح تمام پیدا کیا القصہ مدت سلطنت سلطان محمود شاہ بہمنی کی اُنیس ۱۹ برس اور نو مہینے اور چوبیس ۲۴ روز تھی **ذکر سلطان غیاث الدین بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی کی سلطنت اور جہانداری کا** جب مملکت دکن پناہ عدالت گستر سلطان محمود شاہ بہمنی کے وجود سے خالی ہوئی اُسکا جگر گوشہ شاہ غیاث الدین سترہ برس کی عمر مین تخت فرمانروائی پر جلوہ گر ہوا اور جمیع امور مین باپ کے

رسوم و قواعد کو منظور رکھکر خاص و عام کے ساتھ سلوک پسندیدہ آغاز کیا اور ملازمون اور وظیفہ خواہون قدیم پر طریق رزق و مدار جاری کرکے ہر ایک کو نوازش و لطف غیر مکرر سے سرفراز کیا چنانچہ جب انھین دنون مین صفدر خان سیستانی کی وفات کی خبر پہونچی اسکے فرزند صلابت خان کو جو اسکے ساتھ کھیلکر بڑا ہوا تھا اور ایک مکتب مین ہم سبق تھا مجلس عالی کا خطاب دیکر اسکے باپ کا مقام ارزانی رکھا اور شوکت تمام اور عظمت الکلام ولایت برار کی طرف روانہ کیا اور احمد بیگ قزوینی کو پیشوائی کا عہدہ اور محمد خان ولد اعظم ہمایون کو خدمت سرنوبتی دیکر انکی تعظیم و توقیر مین کوشش کی یہ امر تغلچین کے مزاج کے موافق جو سلطان محمود شاہ کے غلامان ترک معتبر سے تھا نہ آیا اور درپے اسکے ضائع کرنیکے ہوا کیونکہ اسکا ارادہ یہ تھا کہ منصب وکالت میرے سپرد کرکے میرے فرزند حسین خان کو سرنوبت کرے چونکہ تغلچین کا مدعا حاصل نہوا رنجیدہ اور دلگیر رہتا تھا سلطان غیاث الدین غائبانہ اور حاضرانہ اسکی ایسی تقریر زبان پر لاتا تھا کہ آدمیون کے نزدیک بہت قبیح تھی یعنے غلامون کو خلائق کے سر پر کہ اسکے درمیان مین ایک جماعت کثیر اولاد پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہونگے حاکم کرون اور اپنے آبا اور اجداد کے خلاف اختیار کرون اور تغلچین کہ امرائے بزرگ سے تھا اور یار و مددگار بہت رکھتا تھا بادشاہ کا کینہ اپنے سینہ مین جاگزین کرکے تمام ہمت اسکے عزل پر مصروف رکھتا تھا اور اسکی ایک بیٹی حسن و جمال کی صفت مین موصوف تھی اور علم موسیقی ہند مین بھی وقوف اور مہارت تمام رکھتی تھی اور حسن و صورت مین اپنا عدیل و نظیر نہ رکھتی تھی سلطان غیاث الدین راغب اسکا ہوکر غائبانہ اظہار محبت کرتا تھا آخر کار تغلچین نے اس عرصہ مین اسباب ضیافت کا اپنے مکان مین ترتیب دیکر بادشاہ سے التماس قدوم کی سلطان اس امید پر کہ شاید یہ اپنی بیٹی میرے پیشکش کریگا ذوق و شوق نہایت سے اسکے مکان پر تشریف لیگیا اور تغلچین نے مہمانداری کے لوازم حسب دلخواہ بجا لاکر مجلس بزم آراستہ کی اور جب شراب کے نشہ نے شاہ کو خوش وقت اور مسرور کیا تغلچین نے تدبیر مجلس خالی کرنیکی مردمان نامحرم سے کی اور غیاث الدین شاہ نے کہ اسکی لڑکی کے وصال کا مشتاق تھا غریق لجہ شہوت ہوکر لوازم احتیاط کو کام نہ فرمایا اور بلا تامل اپنے جمیع متعلقین اور توابعین کو حکم فرمایا کہ باہر جاوین اور تغلچین بیمروت نے ایک خواجہ سرا مسمی طرب کو کہ اسکے غلامان قدیم سے تھا شاہ کا ساقی بناکر اسکو اشارہ کیا کہ چند ساغر بیہوشی پلا کر بادشاہ کو بیخود کرے اور خود لڑکی کے لانے کے بہانہ سے محلسرا کے اندر گیا اور بعد ایک لحظہ کے خنجر کھینچکر باہر آیا سلطان غیاث الدین نے نشہ کے عالم مین وہ حالت مشاہدہ فرمائی باوجودیکہ اپنے پاس حربہ رکھتا تھا ہمت تغلچین کی دفع پر تعین کی لیکن حریف شراب نے اسے پاؤن سے کمزور کیا کھڑے ہونیکے وقت لغزش سے گر پڑا پھر اپنے تئین تغلچین نے اسکے پاس پہونچایا اور بادشاہ اور غیاث الدین جس حیلہ سے کہ ممکن ہوا افتان و خیزان زینہ کیطرف دوڑا کہ کوٹھے پر چڑھکر آپکو زمین پر گرا دے تغلچین اسکا پیچھا کرکے اخیر زینہ پر اسکے پاس پہونچا اور بادشاہ کے سر مبارک کے بال کھینچکر زینہ سے اتار لایا اور باطمینان تمام بادشاہ کے دونون دست حق پرست خواجہ کے اتفاق سے پیچھے باندھے اور بلا توقف اس کور نمک نے خنجر کی نوک سے آنکھین بادشاہ کی نکالکر نابینا کیا اور دو تین آدمی اپنے متعلقون کو مسلح اور مکمل کرکے طرب خواجہ سرا کو لحظہ بلحظہ باہر بھیجتا تھا تو ایک ایک مقربون اور وظیفہ خواہون کو اس بہانہ سے کہ بادشاہ طلب کرتا ہے اندر لاکر مقتول کرے چنانچہ اسی منہج سے چوبیس سردار معروف تیغ ہلاکت ہوئے اور وظیفہ خواہون بزرگ سے ایک باقی نہ رہا اسوقت اسکے چھوٹے بھائی سلطان شمس الدین کو بھی کر

بنام سلطان داعی طلب کیا جب سلطان شمس الدین قریب آیا تغلچین نے جوانان خاصہ اور اپنے ہواداروں کو لیکر بطریق استقبال اور پیشوائی کی باہر جاکر سلطنت کی مبارکباد دکھی اور قلعہ میں لیجاکر جمیع مردم کو حاضر کرکے تخت فیروزہ پر بٹھایا اور ہر ایک اعوان و انصار کو مناصب عالی اور جاگیرات لائق سے سرفراز کیا اور سلطان غیاث الدین کو قلعہ ساغر میں بھیجکر دو مہینے محبوس کیا اور یہ واقعہ سترھوین رمضان ۷۹۹ھ سات سو ننانوے ہجری میں وقوع میں آیا تھا اور مدت سلطنت سلطان غیاث الدین بہمنی کی شاہنشاہ ابدی الملک کے حکم سے ایک مہینا اور بیس دن سے زیادہ نہ تھی

ذکر سلطان شمس الدین بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی کی سلطنت کا

یہ داستان زبان راستان سے اسطرح سلک بیان مین منتظم ہوتی ہے کہ سلطان بہمنی پندرہ برس کے سن مین بعد عزل قید برادر مسند خلافت پر متصرف ہوا اور چونکہ سلطان غیاث الدین کی صحبت دیکھے ہوئے تھا اپنے نام سلطنت پر شاد رہیکر قناعت کی تغلچین غلام ترک نژاد کو بخطاب ملک نائب اور منصب امارت سے ممتاز کرکے خلعت و انعام قدر و منزلت کے موافق مرحمت فرمایا اور جو ارکان سلطنت اُس شقی کے دست جور سے محفوظ اور بقیۃ السیف تھے اُنھون نے بھی اطاعت کے سوا چارہ نہ دیکھا سر اُسکے عذاب و نہی پر رکھا اور یا در سلطان شمس الدین جو سلطان غیاث الدین کی والدہ کی لونڈی تھی مخدومہ جہان مشہور ہوئی اور ہر ایک بات مین تغلچین کا پاس و لحاظ رکھتی تھی اور اُسکی اعانت و امداد مین ساعی ہوکر فرزند کو نصیحت کرتی تھی اور کہتی تھی کہ ای فرزند دلبند تو تغلچین کی حسن وسعی سے مرتبہ بلند شاہی پر فائز ہوا ہے مثل اُسکے تیرا کوئی دولتخواہ نہیں ہے تجھے بھی لازم ہے کہ اُسکے کہنے سے تجاوز اور تخالف نہ کیے اور ارباب غرض کے سخن اُسکے حق مین نہ سنے اور تغلچین بھی ہر روز اور ہر ساعت تحف و ہدایا غیرہ لیکر مخدومہ جہان کی خدمت مین بھیجکر آپ کو اُسکے دلمین شیرین کرتا تھا اور سلطان داؤد شاہ بہمنی مقتول مین فرزند تھے ایک محمد سنجر جسکا مذکور ہوا کہ روح پرور آغا خواہر سلطان مجاہد شاہ نے اُسے مکحول کیا دوسرا فیروز خان تیسرا احمد خان اور یہ دونون بھائی ایک مان سے تھے اور اپنے باپ کے عہد قتل مین چھ سات برس سے زیادہ نہ تھے اور اُنکا عم سلطان محمود شاہ بہمنی اُنکی تربیت مین مشغول رہتا تھا جو فن لائق حال شاہزادون کے ہے تیر اندازی اور چوگان بازی اور پڑھنا لکھنا سیکھتا تھا اور میر فضل اللہ انجو صدر جو سادات عظیم المرتبہ شیراز اور ملا سعد الدین تفتازانی کے تلامذہ سے تھا سلطان محمود شاہ کے حسب الحکم اُنکی تعلیم و تربیت مین سعی موفورہ بیش پہونچاتا تھا اور اس سبب سے کہ اسوقت تک سلطان محمود شاہ کے کوئی بیٹا نہ تھا دونون بھتیجون کو بیٹی دیکر اکثر اوقات ارشاد فرماتے تھے کہ فیروز خان میرا ولیعہد ہے اور بعضے وقت اُسے اپنے پاس تخت پر بٹھاکر کہتا تھا کہ ہمارے خاندان مین اس سے رشید زیادہ نہوا ہے اور نہوگا اور جب حق سبحانہ تعالی اسکے اُسے فرزند کرامت فرمایا سلطان غیاث الدین کو ولیعہد کرکے مرتے وقت فیروز خان اور احمد خان کو غیاث الدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کے بارہ مین وصیت فرمائی اور اُنھون نے بھی لوازم صداقت اور اخلاص مین تقصیر نکی تھی موافقت کا اپنی کمر جان پر باندھا اور جب تغلچین نے اُسے نابینا کیا فیروز خان اور احمد خان کی بیبیون نے جو سگی بہنین سلطان غیاث الدین کی تھین اپنے شوہرون کو انتقام پر تحریص و ترغیب کرتی تھین پس دونون بھائی یہ امر قبول کرکے اُسکے دفع کے درپے ہوئے اور تغلچین اس راز سے آگاہ ہوکر باتین بعنت آمیز سلطان شمس الدین بہمنی کے گوش زد کرتا تھا اور مرکب بدگوئی کو جولان کرکے عنان بیان بعیت خیانت کی طرف

بھیجا تھا اور چاہتا تھا کہ ہر طور سے آثار ناراضی اور رنجیدگی کے اسکے دفتر ضمیر پر ثبت کر کے حکم قید اور حبس کا حاصل
کرے لیکن سلطان شمس الدین باوجود صغر سن یقین نہ کر گئے وہ امور جو انکی رنجش کا باعث ہو تجویز نہ فرماتا تھا یہانتک
کہ خلوت مین مخدومہ جہان کو تمام وجوہ سے فہمائش کر کے فرمایا کہ ان دو تین دن مین اگر فکر ان دونون بھائیون کی
نکروگی آپ کے فرزند کو تخت سے اٹھا دینگے اور آپ کو بھی کہ میری دوستی مین متہم ہین انواع فساد ظہور مین پہونچاوینگے
القصہ مخدومہ جہان نے جسطور سے ممکن ہو سکا سلطان شمس الدین کو اپنے چچا کے بیٹون کے قتل پر راغب و مائل
کیا اور فیروز خان اور احمد خان نے اس معاملہ پر اطلاع بہم پہونچائی ساغر کیطرف بھاگے اور سدھو نام اور شہر کے
حاکم نے جو غلامان اس خاندان سے تھا اور بمرتبہ کمال شوکت اور حشمت اور امتیاز رکھتا تھا انھین قلعہ مین لیگیا اور انکی
اعانت پر آمادہ ہوا اور سامان شاہی جسقدر اس سے بہم پہونچا موجود کر کے خدمتگاری اور جانسپاری کا کمر ہمت پر
باندھا نظم چنین گفت سدھو بفیروز خان ؛ ندارم دریغ از تو مالی و جان ؛ بکوشم کہ اورنگ کیخسروی ؛ ز فر کلاہ
تو گردد قوی ؛ اس صورت مین فیروز خان اور احمد خان نے اول سلطان شمس الدین اور ارکان دولت کو تحریر
کیا کہ قصد ہمارا تغلچین زشت آئین کا دفع کرنا ہے کہ اعمال ناشائستہ اسکے مثل نابینا کرنا سلطان غیاث الدین اور
بھی اشیا کا جو محل ناموس ہین خلائق پر واضح اور لائح ہین اگر آپ اسے جزا و سزا کو پہونچاوین تو ہم جادہ مصادقت
مین مستقیم اور راسخ ہو کر سلطان شمس الدین کو اپنا شاہ بلکہ شہنشاہ جانینگے اور جو نہین یقین سمجھین تو جو کچھ
ہم سے بن آویگا اسمین کوتاہی اور تقصیر نکرینگے سلطان شمس الدین نے تغلچین اور مخدومہ جہان کی صلاح
ومشورہ سے ایسا جواب کہ جسکے باعث نائرہ فساد شعلہ زن ہو قلمی کر کے انھین اپنی دشمنی مین تیز کیا پھر دونون
بھائیون نے سدھو کی حسن وتدبیر سے تین ہزار سوار اور پیادے بہم پہونچائے اور اس گمان سے کہ لشکر
سلطانی ہمسے ملحق ہوگا حسن آباد گلبرگہ کی طرف متوجہ ہوئے اور بر خلاف قرارداد اپنے کے جب آب بہیمورہ سے
عبور کیا اور مردم شاہی سے ایک شخص بھی انکے پاس نہ آیا اس مقام مین مقیم ہو کر کہنے لگے کہ فکر اصل پر کر کے قدم آگے
بڑھانا چاہیے پھر چتر شاہی فیروز خان سر پر لگا کے احمد خان بمنصب امیر الامرائی اور سدھو بمنصب سر نوبتی
اور میر فضل اللہ انجو بمنصب وکالت نامزد ہوئے اور اسیطرح سے ہر ایک آدمی کو جو ہمراہ تھے مناصب مناسب کی بشارت
دیکر آب بہیمورہ کے ساحل سے آگے بڑھے اور جسوقت حسن آباد گلبرگہ سے چار کوس ادھر پہونچے تغلچین نے زر وافر اور
خزانہ سے نکال کر امرا اور سپاہ پر تقسیم کیا اور سلطان شمس الدین کو جدا کر کے فیروز خان کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور قصبہ
مرتول کے اطراف مین صفوف رزم آراستہ ہو کر طرفین کا مقابلہ ہوا بیت چو شیران بکشتی در آویختند ؛ ز تن ہا
جوے خون ہمی ریختند ؛ الغرض بعد حرب شدید اور جنگ عظیم فیروز خان اور احمد خان نے شکست کھائی
اور مع اعوان وانصار ساغر کیطرف متوجہ ہوئے اور مخدومہ جہان اور تغلچین استقلال بدرجہ اعلی پہونچا کر مستقل
ہوئے لیکن خلائق درگاہ کی طبیعت اسکے نہایت متنفر ہوئی تھی اور اکثر بندگان شاہی نے فیروز خان کیطرف راغب ہو کر
پیغام دیا کہ صلاح دولت اسمین ہے کہ عہدنامہ سلطان شمس الدین سے حاصل کر کے حسن آباد گلبرگہ کیطرف تشریف لائیے
اور فرصت کیوقت اپنا کام سنوار لیجے چنانچہ فیروز خان سفر ہوا ان تختگاہ کو اپنا یکدل اور یکجہت جانکر غیاث الدین
ولد میر فضل اللہ انجو اور سید کمال الدین طویل القد اور بھی بعضے سادات وعلما کو مخدومہ جہان اور تغلچین کے پاس بھیجکر

یہ پیغام دیا کہ ہم بعض آدمیون کے کہنے سے متوہم ہو کر اس امر کے مرتکب ہوئے تھے اب اس سے نادم اور پشیمان ہین اگر آپ سلطان سے امان نامہ حاصل کرین تو ہم دونون بھائی دار الخلافت مین آ کر ظل عاطفت شاہانہ مین زندگی کرین نہایت اتفاق ہو گا مخدومۂ جہان اور تغلچین اس معذرت سے نہایت راضی اور خوش ہوئے اور فوراً استمالت نامہ مشتمل عہود و مواثیق کے بھیجا اور دونون بھائی دار الخلافت کی روانگی مین متفکر ہو کر بام رفیع پر بیٹھے تھے کہ ایک کشمیری دیوانہ حسن آباد گلبرگہ کیطرف سے پہونچا اور بآواز بلند فریاد کی کہ اے فیروز خان روز افزون مین آیا ہون کہ تجھے حسن آباد گلبرگہ مین لیجا کر بادشاہ بناؤن دونون بھائی وہ فال نیک سمجھکر اسیوقت حسن آباد گلبرگہ مین داخل ہوئے اور بعد حصول شرف ملازمت مقبول طبع خاص و عام ہو کر تشریفات فاخرہ سے مالامال ہوئے لیکن تغلچین اور فیروز خان ایک دوسرے سے ہراسان ہو کر دونون اپنی ہوشیاری مین رہتے تھے یہانتک کہ بعد دو ہفتہ پنجشنبہ کے دن ماہ صفر کی تیئیسوین تاریخ سنہ ۸۰۰ آٹھسو ہجری مین فیروز خان بارہ مرد ہتھیار بند اپنے ہمراہ لیکر دربار مین داخل ہوا اور اسکے بعد تین سو جوان بہادر جو اس سے یکدل و یکزبان تھے وعدہ کے موافق ایک ایک دو دو کرکے قلعہ مین فراہم ہوئے اسوقت فیروز خان نے آدمی احمد خان کے بلانیکو بھیجا اور جب وہ بھی برق کے مانند حاضر ہوا فیروز خان نے تغلچین سے کہا دو تین شخص میرے قرابتی میری جاگیر سے بادشاہ کی قدمبوسی کے ارادہ سے آئے ہین اگر حکم ہو سے دربار مین آ کر بادشاہ کی تسلیم سے مشرف ہون تغلچین نے قبول کرکے بادشاہ شمس الدین کی خدمت مین عرض پیرا ہوا فوراً حکم عالی نے اس مضمون سے شرف نفاذ پایا کہ جس شخص کو فیروز خان طلب کرے پردہ دار مزاحم اور متعرض نہوئین فیروز خان نے تغلچین کو حرف و حکایات مین مشغول کرکے احمد خان کو بھیجا تو اُن دو تین آدمیون کو دربار مین لاوے احمد خان نے بارہ جوانون کو جو انکے ہمراہ آئے تھے دروازے کے قریب لاکر چاہا کہ دربار خاص مین داخل کرے پردہ دار انھین مع شمشیر و یراق دیکھکر مزاحم ہوئے اور احمد خان نے جب دیکھا کہ کام دست اختیار سے نکل گیا اور نسبت بام سے گرا باتفاق آن بارہ دلاوران نبرد آزما اور بہادران خشمگین ہر طرف آسا کے گرز و سنان و شمشیر و خنجر جانستان لیکر پردہ داران سے غت بٹ ہو گیا چند پردہ داران کو قتل کرکے بلا توقف دربار مین داخل ہوا تغلچین کے بیٹون کو گھیر کر تیغ یمانی سے اُنکے سر و تن کی جدائی کی اور جمیع مقرب جو فیروز خان سے ہمزبان تھے طرح دیکر ہر ایک گوشہ اور حجرے مین بھاگ گئے اور سلطان شمس الدین بھی یہ صحبت مشاہدہ کرکے تہ خانہ کیطرف کہ اُس مکان کے قریب تھا بھاگ کر پوشیدہ ہوا اور تین سو سپاہی جو باہر تھے یہ بھی اقرار کے موافق تغلچین کے متعلقون کے ساتھ جو دیوانخانہ مین تھے پیشدستی کرکے کلک شمشیر آبدار سے انکی رقم حیات کو صفحہ ہستی سے حرف غلط کیطرح نیست و نابود کیا اور اسیوقت فیروز خان کے حکم سے سلطان شمس الدین اور تغلچین کو طوق و زنجیر مین مسلسل کرکے اُس زیر خانے مین محبوس کیا پھر فیروز خان باتفاق ارکان دولت دیوانخانہ مین رونق افزا ہو کر ایک مجلس آراستہ کرکے تخت فیروزہ پر جلوہ گر ہوا اور تیمن اور تبرک کیواسطے جیسا کہ کشمیری مجذوب کی زبان پر جاری ہوا تھا آپ کو ملقب بہ روز افزون شاہ کیا اور ہمشیر سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی کی اپنی زیب نکاح کرنیکے بعد چند روز جب مہمات سلطنت نے ایک قرار دیدار پیدا کیا سلطان شمس الدین کو مکحول کرکے قلعہ بیدر مین بھیجا اور سلطان غیاث الدین کو ساغر سے لاکر تغلچین بد آئین کو سپرد کیا اور فرمایا کہ اپنا انتقام اُس کور نمک بد انجام سے لیجیے سلطان غیاث الدین نے باوجود نابینائی اُسکو اپنے مقابل ایستادہ کیا اور ایک ضرب شمشیر سے اُسکے سر و تن مین جدائی کی اور مخدومۂ جہان اور سلطان شمس الدین سلطان فیروز شاہ الملقب بروز افزون شاہ سے

بالحاح و مبالغہ تمام رخصت زیارت مکہ معظمہ کی حاصل کر کے بندر چیول سے اُس مکان مقدس کیطرف روانہ ہوے
اور مدت عمر وہان بسر کی سلطان ہر سال پانچہزار اشرفی فیروزشاہی مع تحف ہند بھیجتا تھا یہانتک کہ سلطان
شمس الدین سنہ ۸۱۶ آٹھ سو سولہ ہجری مین مدینہ منورہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین فوت ہوا
اور وہ شاہ عاقبت بخیر اُس سرزمین عنبر آگین مین مدفون ہوا سلطان شمس الدین بہمنی کی مدت سلطنت ستادن دن
تھی کہ حساب سے ایک مہینا اور ستائیس روز ہوتے ہین ذکر آرائش باغ چمن روزگار کا بہار سلطنت
واقبال ابوالمظفر الغازی سلطان فیروزشاہ بہمنی الملقب بروزافزون شاہ بن داؤد شاہ
بہمنی سے نظم چو فیروزشاہ آن شہ راستین + برازندہ تاج و تخت و نگین + بتائید یزدان و نیروے بخت +
خداوند کشور شد و تاج و تخت + بروز خجستہ تر از مہر و ماہ + بسر برنہادا و کیانی کلاہ + در گنج بگشاد و لشکر بخواند +
بدامن زر و سیم و گوہر فشاند + مورخ آثار ملوک ذوی الاقتدار یعنی خامہ مشکین نگار اوراق لیل و نہار پر یون رقم
کرتا ہی کہ بہمن نامہ دکنی اور فتوح السلاطین منظوم سے معلوم ہوتا ہی کہ سلطان فیروزشاہ بہمنی شوکت و عظمت مین
اور بادشاہان بہمنیہ سے امتیاز تمام رکھتا تھا اور وہ خاندان عالی اُسکے سبب سے بلند آوازہ ہوا اُس سلطان
نوجوان کے قدم سے بڑی رونق ہوئی سلطنت از سرنو چمک گئی اُس شاہ فیروزبخت نے تخت پر بیٹھکر یہ کام کیا کہ ایلان
بیجانگر سے کہ کسی کشورکشا کو اپنے ابناے جنس کے سوا بیٹی نہ دیتے تھے دختر لی تالیف قلوب کر کے سب کو رام کیا
بندہ بے دام کیا نظم بگسترد داد اندر جہان داد را + بکند از زمان بیخ بیداد را + بہر جاے ویرانی آباد کرد +
دل اہل عالم ز غم شاد کرد + اسکے سوا لوازم غزا اور جہاد مین بھی آپ سے سانہ کسی تقصیر کے راضی نہوا اپنے
عہد دولت مین چوبیس بار کارزار کی اُسکے عہد مین فضاے مملکت بہمنیہ وسیع تر ہوئی قلعہ نیکلور و خلاصہ مملکت
تلنگ ارباب اسلام نے مسخر اور مفتوح کیا سچ تو یہ ہی کہ یہ شاہنشاہ ان دکن کا طرہ تھا اور یہ وہ شخص ہی کہ جسنے اپنے
چہرہ دستی سے گنبد دوار کے نیچے معلم خرد کی پٹی پڑھانے سے تاج مرصع بصورت دستار بنا کر زیب فرق کیا اور سخاوت
مین اس سے بہتر بادشاہون کو اور خوشتر کوئی صفت نہین ہی اپنی کوشش سے نام نیک یادگار کے واسطے صفحہ دنیا مین
چھوڑا اور محرمات مین سے جیسے طبیعت شاہ کی استماع راگ و رنگ اور مے نوشی نہانی کیطرف مائل رہی اسکے سوا
مرتکب اور محرمات اور منہیات کا نہوتا تھا اور اکثر روز ہاے متبرک مین کہ عبارت ماہ صیام سے ہی صوم و صلوٰۃ مین
اوقات صرف کر کے کوئی فریضہ اُس سے فوت نہوتا تھا اور ہمیشہ فرماتا تھا کہ مین ارتکاب ان دو منہی شرعی سے نہایت
دلگیر اور آزردہ رہتا ہون لیکن جو نغمہ مجھے ذکر حق مین مشغول کرتا ہی اور وہ دوسرا میرے نفس کو شر انگیزی سے
بازرکھتا ہی درگاہ غفار ستار سے امیدوار ہون کہ مجھے ان دو امر کے سبب (یعنے مے نوشی ۱۲) مواخذا اور معاقب نفرماوے اور چونکہ
رغبت تمام عورتون کی فراہم لانیکی رکھتا تھا علما اور فضلا کو بلا کر استفسار کیا کہ مرد چار عورت اصل کے سوا عقد نہین
کرسکتا ہی اسکی تدبیر کیا ہی بعضے کہنے لگے ہمیشہ چار عورت منکوحہ سے ایک کو صیغہ طلاق کہکر دوسری عورت کو شوق سے
اپنے عقد مین لائیے اور بعضون نے اور طریقہ ہدایت کیا کوئی شاہ اسلام پناہ کی طبیعت کے موافق نہ آئی پھر وکالت پناہ
میر فضل اللہ سے پوچھا کہ علاج اُسکا کیا ہی میر فضل اللہ نے جواب دیا کہ متعہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عہد رسالت
اور خلیفہ اول کی عہد خلافت مین مروج تھا اور خلیفہ دوم کے عہد مین برطرف ہوا باوجود اسکے مذہب امامیہ مین کہ ایک فرقہ

اسلام سے ہی مباح ہے اگر بادشاہ انھیں متعہ کر کے نگاہ رکھے بہتر ہے مگر علماء اہلسنت کے درمیان اس امر میں بہت گفتگو واقع ہوئی اور جب صحیح مسلم و بخاری اور مشکوۃ شریف حدیث درمیان میں لائے معلوم ہوا کہ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ہوا ہے اس سبب سے شاہ فیروز شاہ نے طائفہ امامیہ کے شعار پر عمل کیا اور ایکدن آٹھ سو عورت سے متعہ پڑھا اور حاجی محمد قندھاری کی روایت سے دریافت ہوا کہ وہ بادشاہ متشرع ہر ہفتہ ربع جزو کلام اللہ لکھتا تھا اور روزگار شریف کو خالق کی پرستش کے بعد پرستش احوال مخلوق میں صرف کرتا تھا اور راتوں کو دو پہر اور سہ پہر تک علماء و مشائخ و شعراء اور قصہ خوانان اور افسانہ گویان اور ندیمان اور خوش طبعان کی صحبت سے اپنی طبیعت شگفتہ رکھتا تھا اور مرتبہ شاہی کو ملحوظ اور منظور رکھکر جماعت مذکورہ کے ساتھ برادرانہ سلوک کرتا تھا اور ایسے فرماتا تھا کہ دیوان داری کیوقت جب تخت پر متمکن ہوتا ہوں شاہ ہوتا ہوں ناچار خلق سے شاہانہ سلوک کرتا ہوں تاکہ شوکت و صلابت فرمانروائی دلونمیں جاگزین ہو اور مہمات سلطنت بے نظام نہو اور دوسرے وقت تمسے صحبت رکھتا ہوں آپکو بھی مثل تمہارے سمجھتا ہوں جیساکہ تملوگ آپسمیں بے تکلفانہ صحبت رکھتے ہو اور گفتگو کرتے ہو میرے ساتھ بھی وہ طریق جاری رکھو تو بادشاہی اور مقسدری کے حظ اور لذت سے بہرہ یاب ہوں اور ان لوگوں سے کہ جنکا مذکور ہوا تکلف برطرف کر کے فرماتا تھا کہ شب کی دربارداری اور ہمنشینی کیوقت جب چاہو آؤ اور جسوقت چاہو برخاست کرو اور مجلس میں یہ قول منسوب ہے جو کچھ ارادہ کرو ملازمان درگاہ بے تامل حاضر کریں اور دو چیز کے سوا جو چاہو کرو اور سنو ایک یہ کہ کاروبار دنیوی کا تذکرہ نکرو مجلس کے اجلاس کیوقت معروض کرو اور دوسرے ہر کسی کی بدگوئی اور غیبت سے باز رہو ایکدن ملا اسحق سرہندی نے جو مرد دانشمند اور اہل طبع تھا بادشاہ سے معروض کیا کہ سلطان اہل مجلس کو تکلیف دیتا ہے کہ بے تکلفانہ مجھسے گفتگو کریں یہ امر آداب سلطانی کے خلاف ہے اور بادشاہان عالیمقدار کے شایان اور مزاج کے موافق نہیں ہے اور حکایات سلطان محمود سبکتگین اور حکیم ابوریحان منجم کے مصدق اور مقوی میرے کلام کی ہے سلطان فیروز شاہ نے پوچھا کہ شرح اس حکایت کی کیونکر ہے ملا اسحق نے بتفصیل بیان کی سلطان فیروز شاہ نے متبسم ہو کر یہ فرمایا جو بادشاہ کہ بعلم و فضل و انصاف میں موصوف نہیں ہیں انسے ایسے امور سرزد ہوتے ہیں خدا کا شکر ہے کہ یہ صفت میری طبیعت میں مرکوز ہے اور مردم آگاہ جنھیں ملوک کی خدمت میں رسائی اور آشنائی ہے اور تاجداران نازک مزاج کی مجلس میں آمد و شد ہے جانتے ہیں کہ سلطان فیروز شاہ بہمنی اگر اس صفت میں دعوی اعجاز کرتا بجا تھا اور اگر آپکو سرآمد ملوک نامدار فرض کرتا زیبا تھا اور مثل اسکے ملا داؤد بیدری نے اپنی تاریخ میں سلطان فیروز شاہ کے تعظیمہ بہت تحریر کیے ہیں جو کہ وہ بہ تطویل کلام اور کذب پر محمول ہوتا تھا اسکی تفصیل سے محترز ہوا اور جو کہ حکایت سلطان محمود و حکیم ابوریحان کی درمیان میں آئی اسکو جملہ معترضہ سے واجب جانکر جیسا کہ ملا داؤد بیدری نے مذکور کیا ہے اس نسخہ میں مرقوم کرتا ہوں منقول ہے کہ حکیم ابوریحان از منجم نوادر روزگار سے تھا اور احکام عجیب اس سے واقع ہوتے تھے اور بسبب وفور مہارت علم نجوم اور بے تکلفی سلطان کہ سلطان محمود سے استغنا قبول کرتا تھا اور وہ اس سبب سے ناراض و رنجیدہ رہتا تھا ایک وقت سلطان محمود قلعہ غزنین میں بام کوشک پر باغ ہزار درخت کے مقابل بیٹھا تھا حکیم ابوریحان منجم سلطان کے پاس حاضر ہوا سلطان نے اس سے متوجہ ہوکر فرمایا حکم کر کہ اس قلعہ کے چار دروازے ہیں میں کونسے دروازہ سے باہر جاؤنگا منجم نے اصطرلاب طلب کر کے بلند کیا اور طالع درست کر کے ایک پرچہ کاغذ پر کچھ تحریر کیا اور بادشاہ کے سرہانے رکھا اسکے بعد سلطان محمود نے حکم دیا کہ دیوار شرقی قلعہ کی کھود کر جبکہ تمام ہوے

حاجی محمد قندھاری

اُسطرف سے نکل گیا بعدہ کاغذ کو برآوردہ کر کے دیکھا اُسمین تحریر تھا کہ ان چارون دروازہ سے باہر نجاویگا بلکہ دیوار شرقی کھود کر برآمد ہوگا سلطان اس حکم سے حیران ہوا اور فرمایا کہ حکیم کو بام کوشک سے نیچے گرا دین اور ظاہرا اُس مقام مین ایک جال مثل اُس تہی کے باندھا تھا کہ اُسپر آنکر آہستہ زمین پر پہونچے چنانچہ اس تدبیر کی وجہ سے کسی طور کا صدمہ اُسکے گردن پر نہ ہوا سلطان نے فرمایا اُسکو بھی دیکھا تھا بولا ہان تقویم جو کہ اُسکے ہاتھ مین تھی سلطان کے حوالہ کی اور عرض کی دیکھیے جیسا کہ اُس دن حکم مین نے لکھا تھا کہ آج مجھے جاے بلند سے گراویگا لیکن مین زمین پر سلامت اُترونگا چنانچہ یہ حکم بھی بادشاہ کی طبیعت کے موافق نہ آیا اُسے قید کیا اور جب چھ مہینے کی مدت تمام ہوئی حکیم کا غلام ایکدن بازار مین جاتا تھا ایک نجومی کو دیکھکر اُسے بلایا اُسنے غلام سے کہا کہ مین تیرے طالع مین چند چیز دیکھتا ہون کچھ میری تواضع کر تو کہون غلام نے دو درم حوالہ کیے فال دیکھکر اُسنے کہا اے شخص جو کہ تیرا مالک ہے اور رنج مین ہے آج کے تیسرے دن اُس محنت سے نجات پاویگا اور خلعت فاخرہ پہنیگا غلام نے بر سبیل بشارت یہ فال اپنے مالک کو پہونچائی وہ ہنسا اور کہا افسوس ہے کہ تو ایسا غلام ہوکر ایسے آدمیون کے قول کا اعتبار کرے قضارا تیسرے دن احمد بن حسن میمندی کہ فرصت کا جویا تھا شکارگاہ مین موقع دیکھکر سخن نجوم درمیان مین لایا اور کہا بیچارہ حکیم ابوریحان منجم نے ایسے دو حکم اس خوبی سے بیان کیے اور خلعت و تشریف کے عوض مین قید ہوا سلطان نے فرمایا جو کچھ مین جانتا ہون تو نہین جانتا اس شخص کا علم نجوم مین ثانی نہین ہے لیکن حکیم کامل وہ ہے کہ مزاجدان ہو کسواسطے کہ جمیع ملوک کے مزاج لڑکون کے مانند ہین بات اُنکی طبیعت کے موافق کہنا چاہیے تو اُنسے بہرہ مند ہون پھر اُسے حکم نجات حاصل ہوا نہ فال بین نے کہا تھا اور حکیم ابوریحان منجم نے اول فال بین کو جو سر راہ تھا دیکھکر جو غرور کہ علم نجوم کا دماغ مین رکھتا تھا دفع کیا اور جب مجلس سلطان مین حاضر ہوا گھوڑا اور خلعت اور ہزار دینار اور ایک کنیز پائی اور سلطان نے عذر کرکے فرمایا اگر تو مجھے چاہتا ہے بات میرے مزاج کے موافق کہہ نہ وسعت علم پر کہ یہ امر بھی ایک شرائط خدمت سے ہے نظم سخن یہ کہ با صاحب تاج و تخت ❊ بگوئید سخنہ نگوئید سخت ❊ سخن کان بابرو بر آرد گرہ ❊ اگر آفرین ست ناگفتہ بہ ❊ اور سلطان فیروزشاہ ہر سال تبدر کوہ وادر داہل اور جبول سے چند جہاز اطراف و اکناف مین بھیجتا تھا کہ تحف و امتعہ ہر ولایت کی لادین اور یہ بھی فرماتا تھا کہ بہترین تحفہ ہر مملکت سے مردم صاحب کمال اُس مملکت کا ہے بادشاہون کو واجب و لازم ہے کہ آدمی ہر ایک ولایت کے اپنی سرکار مین فراہم کرین اور ساتھ اُنکے محشور ہوکر یہ خیال کرین کہ سیر عالم کی اور ربع مسکون کو دیکھا اس سبب سے چیدہ اور خلاصہ اہل عالم اُسکی خدمت مین مجتمع ہوے اور اُسکے فیض عام سے بہرہ یاب ہوتے تھے نظم فیض نفسش چو چشمہ در جوش ❊ صیت کرمش چو نغمہ در گوش ❊ طبع گہرش چو مہر انور ❊ خلق نفسش چو عود مجمر ❊ در انجمن عجم بساطش ❊ در بادیہ عرب سماطش ❊ خلقش بہار خوے کردہ ❊ طبعش ز نسیم گوی بردہ ❊ یک خندہ بہار از نگاہش ❊ یک گوشہ سپہر از کلاہش ❊ ہم عشق پسند و ہم خرد دوست ❊ او مغز جہان و نہ فلک پوست ❊ اور وہ اورنگ نشین دکن اکثر زبانون کو یاد کرکے ہر ولایت کے آدمیون سے ہمکلام ہوتا تھا اور قوت حافظہ سے بھی بہت ممتاز تھا اور جو بات کہ فی الجملہ ایکبار یا دو بار سنتا تھا پھر اُسکے دل سے نقش کالحجر کے مانند محو نہوتی تھی اور متقدمین کے اشعار خوب سمجھتا تھا اور کبھی آپ بھی شعر کہتا تھا اور گاہے عروضی و کبھی فیروزی تخلص کرتا تھا اور یادداشت کے واسطے تھوڑے اشعار اُسکے اس داستان کی ذیل مین تحریر ہونگے اور ملا داؤد بیدری نے تاریخ تحفۃ السلاطین مین اُسکے نام تحریر کی ہے اور اکثر علوم خصوصا

تفسیر اور حکمت طبیعی اور نظری مین مہارت تمام رکھتا تھا اور اصطلاحات صوفیہ سے بھی باخبر تھا اور ہفتہ مین تین دن
یعنی شنبہ اور دوشنبہ اور چہارشنبہ کو اس تفصیل سے درس دیتا تھا ہدایہ اور شرح تذکرہ ریاضی مین اور شرح مقاصد
کلام مین اور تحریر اقلیدس ہندسہ مین اور مطول ملا سعدالدین علم معانی اور بیان مین اور اگر احیانًا اسکو فرصت نہوتی تو
شب کو طالب علمون کو حاضر کرکے درس اور فائدہ رسانی مین مشغول ہوتا تھا اور میر فضل اللہ انجو کی برکت سے کہ شاگرد ان
خوب ملا سعدالدین تفتازانی سے تھا اس شہنشاہ بےنظیر نے یہ تمام حیثیت اور فضیلت حاصل کی تھی اور قیاس سے ایسا
مفہوم ہوتا ہے کہ دانش اسکی زیادہ بادشاہ محمد تغلق شاہ کی دانش سے تھی اور اول وہ شخص کہ جسنے سادات انجو سے وصلت
اسکے دختر دی اور انسے اپنے فرزندون کیواسطے بیٹی لی سلطان فیروز شاہ بہمنی تھا چنانچہ ملک نائب میر فضل اللہ انجو کی
صاحبزادی شاہزادہ حسن خان کے عقد نکاح مین لایا اور ایک اپنی بیٹیون مین سے کہ سلطان محمود شاہ بہمنی کی دختر تھی
صدر جہان کے بیٹے الموسوم بہ میر شمس الدین محمد انجو کو تجویز فرمائی اور دولت آباد کا طرفدار کیا اور سلطان فیروز شاہ جو عورتون
پری پیکر طاؤس زیب سے رغبت تمام رکھتا تھا ایک شہر نہر بھیورہ کے کنارہ موسوم بہ فیروزآباد بنا کرکے اپنا تختگاہ مقرر کیا
اور بازار اور دوکانین نہایت پاکیزہ اور مطبوع اور سڑکین نہایت وسیع اور سیدھی تیار کرکے ایک قلعہ کہ ایک فصیل اسکا پانی سے
متصل ہے گچ اور پتھر سے احداث فرماکر آب بھیورہ کو کانکر قلعہ مین لایا اور پانی کی نہرین اور کوشک ہائے عالی تعمیر کروا کے
ہر ایک حرم کو عنایت فرمائی اور عورتون کے اژدہام اور کثرت سے اندیشہ کرکے ضابطے مقرر کیے کہ مادام الحیات اُس سے
تجاوز نہوا القصہ جملہ قوانین اسکے سے ایک یہ ہے کہ جس محل مین عورتین خاصہ نگاہ رکھتا تھا انمین ہر ایک کو تین پرستار سے
زیادہ جو انکے ہمزبان تھین نہ دیتا تھا اور جو کلام عربی کی طرف میل زیادہ رکھتا تھا عربی محل کو بعد محل دکنی کہ سلطان
محمود شاہ بہمنی کی صاحبزادی تھی جگہ دی تھی اور تو محل زنان عرب سے جو کہ حجاز اور مکہ اور اس اطراف مین نشو و نما پائی
تھی اور کمال فصاحت اور بلاغت رکھتی تھین عربی محل مین نگاہ رکھتا تھا اور انکے خدمتگار اور پرستارین تمام حبشی اور حبشیہ
خوش شکل اور عربی زبان تھین اس محل مین وہ عورت کہ لغت عربی نہین جانتی تھی آمد و شد نکرتی تھی کہ مبادا انکی زبان ضائع
ہووے یعنی دوسرے کلام مین مخلوط ہووے اور اس امر کیواسطے وکیل اسکے ہمیشہ عرب مین آمد و شد رکھتے تھے کہ جسوقت ان عورتون
یا خدمتگارون مین سے کوئی ایک فوت ہوتی یا سلطان رنجیدہ ہوکر ایک کو محل سے باہر کرتا اسکے عوض عرب سے اور لاتے
تھے اور علی ہذا القیاس زنان عجم سے بھی تو بیبیان رکھتا تھا اور خدمتگار انکے چرکس اور ترک اور روس اور گرجی اور فارسی
زبان تھے اور اسی قبیل سے زنان ترک اور فرنگ اور خطائی اور افغان اور راجپوت اور بنگالی اور گجراتی اور تلنگی اور کھتری
اور مرہٹی اور سوائے اسکے اور بھی اسی نہج پر تھین اور بولی انکی خوب جانتا تھا اور ہر روز ایک محل مین ان محلون سے
جاکر حیات مستعار عیش و عشرت مین اسطرح بسر کرتا تھا کہ ہر ایک عورت محل کی دعوی کرتی تھی کہ بادشاہ ہمکو زیادہ تر
دوست رکھتا ہے اور کتاب توریت و انجیل کو پڑھ سکتا تھا اور علماء ہر ملت کو مقرر کرکے انکی روش کی خبر لیتا تھا اور
کہتا تھا سبحان اللہ جیسا کہ ہمارا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزرگترین اور بہترین انبیا سے ہے دین و شریعت بھی اسکا
بہترین اور خوشترین ادیان سے ہے اور کسی دین مین عورتین اجنبی مردون سے منھہ چھپاتی تھین اور شراب کہ ام الفساد
ہے حرام نتھی الحمد للہ کہ یہ [جمیع دین ۱۲] دونون امر سلطان الانبیاء اور اشرف المخلوقات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مین برطرف
ہوے اور سلطان فیروز شاہ نے جب خطبہ اور سکہ دکن کا اپنے نام جاری کرکے چتر شاہی اپنے فرق مبارک پر لگایا اپنے

بھائی احمد خان کو خطاب خانخانان سے مخاطب فرما کر امیر الامرا کیا اور اپنے استاد میر فضل اللہ انجو شیرازی کو کہ اُس سید بزرگوار کے میاں سعی سے قابلیت اور کمال حاصل کیا تھا سلطنت کا وکیل کیا اور ملک نائب خطاب دیا اور بہت بہامنہ کو بھی صاحب دخل کر کے امیر بزرگ کیا اور مورخین کا اتفاق ہے کہ چوبیس مرتبہ اُس سلطان نوجوان نے کفار سے غزا کی اور ملا داؤد بیدری اور صاحب سراج التواریخ وغیرہ نے چند جنگ مشہور کا مرقوم کیے ہیں اور باقی سے ساکت ہوئے ازانجملہ ایک یہ ہے کہ سنہ آٹھ سو ایک ہجری میں دیورائے والی بیجانگر تیس ہزار سوار اور نو لاکھ پیادے اور کماندار اور برق انداز بہ قصد تسخیر مدکل اور رایچور اور بعضے پرگنات اور قصبات مابین دوآب بلاد اسلام کی طرف متوجہ ہوا اور جب یہ خبر فیروز شاہ بہمنی کے سمع مبارک میں پہونچی سراپردہ باہر کر کے دار الخلافت حسن آباد گلبرگہ سے نہضت فرمائی اور شہر ساغر میں پہونچکر لشکر کا جائزہ لیا بارہ ہزار سوار قلمبند ہوئے پہلے ایک زمینداران ساغر کو کہ کافر بیباک اور شر انگیز تھا آٹھ سات ہزار ہندی سے کہ کوہی تھے دستیاب کر کے تہ تیغ اور پامال کیا اور خاطر فیض مقاطر اُنکی طرف سے مطمئن کر کے جب لشکر برار اور دولت آباد ظل رایت میں اُسکی جمع ہوئے چاہتا تھا کہ کوچ کر کے دیورائے کے مدافعہ کیواسطے متوجہ ہو ناگاہ خبر پہونچی کہ نرسنگھ والی قلعہ کھیرلہ نے حکام مندو اور آسیر کی حمایت اور مدد اور رائے بیجانگر کی تحریص و ترغیب کے سبب مملکت برار میں آنکر حوالی قلعہ ماہور تک تاخت و تاراج کیا ہے اور بہت اہل اسلام کی ایذا اور اہانت میں مشغول ہو کر لوازم شناعت اور بیداری سے کوئی دقیقہ نہ چھوڑا اس سبب سے تمام لشکر برار اور دولت آباد کا دفع اُس فساد کیواسطے مقرر کیا اور خود بدولت و اقبال بارہ ہزار سوار پائے تخت ہمراہ رکاب ظفر انتساب لیکر دیورائے کی تنبیہ کیواسطے عازم ہوا اور چونکہ موسم برسات کے باعث آب کشنہ بطغیانی پر تھا دیورائے اُس طرف دریا کے خیمہ اور خرگاہ ایستادہ کر کے لشکر اسلام کے عبور کا مانع ہوا اور سلطان فیروز شاہ نے ارکان دولت سے مشورہ کیا کسی نے ایسا جواب کہ سلطان کے خاطر عاطر کی تسلی کا سبب ہو نہ دیا مگر ایک ظریف مجلس نے کہ نام نامی اُسکا قاضی سراج تھا اور امیروں کے سلک میں منتظم تھا جب آثار کلفت سلطان کے چہرۂ انور سے مشاہدہ کیے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر بنور اخلاص سے معروض کیا کہ اگر حکم ہووے بندہ سراج کہ دولتخواہی اور جانفشانی کے جادہ پر ثابت قدم ہے مع بعضے اپنے اقارب کے جو محل اعتماد میں ہیں آب دریا سے عبور کر کے جس حیلہ سے کہ ممکن ہوسکے گا آپ کو رات کے وقت دیورائے یا اُسکے بیٹے کے دربار میں پہونچا کر اُسکی شمع حیات کو گلگیر خنجر و کٹار سے قطع کر کے بجھا دونگا اور شرط اسکے کہ جب لشکر کفار میں شور و غوغا بلند ہووے چار پانچ ہزار سوار بخاطر جمع آب سے عبور کر کے شہر کو کفار کے تصرف سے برآوردہ کریں اور اسوقت شاہ بھی بفراغت تمام دریا سے عبور کر کے ہلاکی کفار کی نوبت سے بجا لاوے سلطان فیروز شاہ نے اس معنی کو تجویز کر کے تھوڑے عرصہ میں دو دستہ کہ مردم دکن کے اصطلاح میں انکو [illegible] کہتے ہیں [illegible] اور قاضی سراج سات جوان یکدل اور یکزبان کے ہمراہ فقیروں اور مجنونوں کے لباس میں پانی آب سے آگزرا اور دیورائے میں آیا اور خرابات خانہ میں فروکش ہو کر ایک قحبہ پر عشوہ و کرشمہ کے ساتھ بنیاد عاشقی کی ڈالی اور آپکو عاشق و شیدا ظاہر کر کے اُسکی ناز برداری اور اپنی مجنون سازی میں کوتاہی نہ کی قضا را اُس بیدل نما کے قریب وہ قحبہ بن ٹھن کر ڈولی پر سوار ہوئی قاضی جیسا کہ عقیدہ عاشقی اور بیصبری کا ہے اضطرابانہ اُسکے ساتھ ہو گئے اور یہ کلام کیا کہ ای محبوب جفا کار کہاں کا ارادہ ہے اور اپنے تشرف قدم سے کس مقام کو رشک بہشت کریگی اور اپنی جدائی کے نشتر سے کیوں میری رگ جان کو قطع کرتی ہے اُس نے جواب دیا کہ رائے کے

فرزند نے ایک جشن عالی ترتیب دیکر شب کو میرے حضار کا حکم دیا ہے ناچار اُس محفل مین جا کر ناچ اور گانے مین مصروف ہونگی قاضی نے کہا حیف صد حیف مین تیرے فراق مین کیونکر زندہ رہونگا مناسب ہے کہ تو مجھے بھی اپنے ہمراہ اُس محفل مین لیچل ارباب نشاط نے جواب دیا کہ اُس محفل مین اہل طرب و نغمہ کے سوا دوسرے کی رسائی نہین تو اس خیال محال سے درگذر اور تو اس بہرہ سے بے بہرہ ہے قاضی نے کہا اے زہرہ پیکر پری شمائل مشتری خصائل تیرے ناز و انداز سحر و کرامات ہین تو وہ جگت استاد ہے کہ مجھ ایسے ملک سیرت تیری چاہ مین ہاروت و ماروت کیطرح کنوئین جھانکتے ہین اور علم موسیقی کے حصول کمال اور تیری تنبورہ نوازی کی دھوم سے تنبوری جو پیشہ کا موجد تھا منھ نہین کھولتا اور تیرے سازندون کے طبلہ بجانے سے پکھاوج شرماتا ہے لیکن تیری صحبت کی تاثیر سے مین بھی اسمین عاری نہین ہون پکھاوجے کیطرح تال سم بے گٹکری اپج سے واقف ہون بعضے چیزین دیو رائے کو سنا کر اپنے علم کے کمال سے شیشہ مین اُتارونگا قحبہ سنکر وجد مین آئی اور تمسخر سے مندل کہ وہ بھی سازہائے ہند کے اقسام سے ہے اُسکے آگے پھینک کر فرمایا کہ اسکو بجا قاضی صاحب مندل چھیڑ کر سرود گانے مین مصروف ہوے اسطرح سے دمصر پہ خیال ٹپا گایا کہ کبھی اُسکے وہم و خیال مین نہ آیا تھا سنتے ہی وجد مین آ نکرہ بیخود و حیران رہی پھر یہ کلام کیا کہ تیری ہمراہی ہماری عزت و حرمت کا موجب ہے اس حیلہ سے قاضی صاحب مع یار و انصار قحبہ کے ہمراہ رائے دیو کی بارگاہ کیطرف متوجہ ہوکر محفل عیش و سرور مین داخل ہوے **نظم** بدیدند بزمی چو باغ بہشت * سراپردہ پرنیانی سرشت * بہارائے زادہ برادرنگ زر * سراسر برآسودہ و روگہر * ز سر تا قدم زیور ہندوی * بہ تخشیدہ چشمہا ہر انوی * زہر دو طرف حستران گہمر * زیور درخشان کمر در کمر * اور جسطرح کہ رسم دکن ہے ارباب نشاط جوق جوق آ کر رقص مین مصروف ہوئین اور ہر جور گروا اپنے اپنے سحر اور نیرنگیان دکھانے لگی لولی جرج آمیز فدا ہونے لگی اور جب نوبت بازیگرونکی پہونچی قحبہ بازی روزگار سے غافل ہوکر قاضی کو مع اُسکے ایک یار کے وہ بھی مسخرون کے لباس مین تھا اجازت حاصل کرکے مجلس مین لائی وہ آپ کو بصورت زنان آراستہ کرکے کرشمہ کنان جلوہ گری کے ساتھ آئی اور مندل نوازی اور مسخرگی اور نقش و صوت اور حرکات و سکنات کہ جسکو سحر و کرامات کہنا چاہیے ساحری کرکے رائے زادہ کو اپنے تماشہ کا فریفتہ کیا اُسکے بعد جیسا کہ اُس ملک کے مسخرون کا دستور ہے کہ دو کٹار برہنہ ہاتھ مین لیکر بازی کنان رائے زادہ کے قریب پہونچے دونون نے ایکبارگی چابکدستی کرکے کٹار رائے زادہ کے سینہ پر کھولا اسکا دھیدا اور یلدالیہ تھا مار کر کام تمام کیا پھر ادھر رون کیطرف متوجہ ہوے اور وہ پانچ نفر اور جو سراپردہ کے باہر ایستادہ اور گوش بر آواز تھے سراپردہ چیر کر بسرعت تمام ہنر آسا خیمہ مین داخل ہوے اور ہنود کو کہ اکثر اُنمین متوسلے اور بیخود تھے مجروح کرکے چراغ و مشعل جو کہ اس محفل مین تھے گل کرکے سراپردہ کے شگاف سے نکل گئے اور ایک ایک گوشہ عافیت مین پہونچا کر منتظر عبور لشکر اسلام ہوے **نظم** جوانمرد قاضی چو غرندہ شیر * بسوے رائے زادہ درآمد دلیر * و دانگشت بر دیگران حملہ کرد * دمار از ہنودان برآورد گرد * اور اہل مجلس جو اکثر مے نوشی مین مشغول تھے اور ہوش و حواس بجا نہ رکھتے تھے سراسیمہ اور حیران ہوے اور غلغلہ و آشوب عسکر کا اوج افلاک پر پہونچا اور وہ رات کہ دل عشاق ہجران سے تاریکتر بلکہ روسیاہ مند تھی آوازین مختلف لشکرگاہ مین گوش زد ہوتی تھین بعضے کہتے تھے کہ مسلمانون کا بادشاہ دہ ہزار سوار لیکر آب کشتنہ سے عبور کر آیا ہے دیو رائے اور اُسکے فرزند کو تیغ کے گھاٹ اُتارا ہے اور بعضون کا یہ قول تھا کہ مسلمان لشکر سے جدا ہوکر دریا سے اتر کر شبخون لائے ہین القصہ جو وہ شب دیجور اور مہلک تھی لہذا ہر دو سے کار کا عرض و طول پانچ

فرسنگ سے زیادہ تھا اور امرا اور سپاہ اپنے مقام مین مستعد ہو کر کسی وجہ خیمون سے برآمد نہوے یہانتک کہ تین چار ہزار سوار اہل اسلام آن لوگون جرمینہ پر جو اسی دن کیواسطے تیار کیے تھے جا بیٹھے اور گھوڑون کے زیر بند کاٹ کر دریا مین غرق ہونیکیواسطے چھوڑ کر دریا کے پار ہوے اور وہ پیادے جو ساحل کے کنارے ہوشیاری اور محافظت مین مصروف تھے لشکر اسلام کے عبور اور اردو کے شور و غوغا سے بدست و پا ہو کر بھاگ گئے اور سحر کیوقت سلطان فیروز شاہ بھی بقیہ لشکر ہمراہ لیکر باطمینان تمام آب سے عبور کر کے سپیدہ صبح کے قریب اردوے کفار پر تاخت لایا اور جو دیورائے کا لشکر غول بیابانی کیطرح جا بجا متفرق تھا اور دولبند کے مقتول ہونے سے اسکے ہوش و حواس بجا نہ تھے اپنے فرزند کی لاش اٹھا کر طلوع آفتاب سے پیشتر بھاگا اور سلطان نے غنائم بیشمار دستیاب کر کے بیجانگر کے اطراف تک تعاقب کیا اور چند مقام مین مقابلہ و مقاتلہ واقع ہوا اور ہر مرتبہ تائید ربانی اور میر فضل اللہ انجو کی مساعی اور انکو خدمتی سے نسیم فتح و ظفر سلطان فیروز شاہ کے پرچم سپاہ پر چلی گستہ کا پشتہ ہو گیا ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم اسکے بعد دیورائے کہ سلطان کی ہیبت اسکے دل مین تھی ازینکی تاب نلایا قلعہ بیجانگر مین متحصن ہو کر صف جنگ سے روگردان ہوا اور سلطان فیروز شاہ نے خانخانان اور میر فضل اللہ انجو شیرازی کو کفار کے ممالک جنوبی کی تاخت و تاراج کے واسطے کہ نہایت آباد اور معمور تھی رخصت فرمایا اور قاضی منہاج کو ساتھ ایسے منصب کے کہ لائق اس خدمت اور جانسپاری کے تھا سرفراز کر کے تمام لشکر امراے صاحب شکوہ کیا اور خانخانان کے ہمراہ تعین فرمایا انھون نے حکم کے موافق نہیب و غارت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور لڑکے اور لڑکیان بیشمار اسیر کر کے مراجعت کی اور جو اولاد براہمہ سے مرد اور عورت دو ہزار آدمی مسلمانون کے ہاتھ گرفتار ہوے تھے برہمنان صاحب اعتبار بیجانگر نے دیورائے سے عرض کی کہ رعیت تمام ممالک کی اور ہم اتفاق کر کے جسقدر زر کہ حکم ہو دے داخل کرین چاہیے ہو کہ رائے بھی حسبۃ للہ کارسازی مین مصروف ہو کر مسلمانون سے موافقت کرے اور تمام ہندی کو رہائی بخشے دیورائے نے یہ التماس پذیرا کر کے اپنے ارکان دولت کو تاکید کی کہ جسقدر روپیہ ممکن ہو مسلمانون کو دیکر اپنے اسیرون کو رہا کرین الغرض انھون نے بعد آمد و شد اور گفتگوے بسیار میر فضل اللہ انجو شیرازی سے یہ اقرار کیا کہ ہم دس لاکھ ہون خزانہ عامرہ مین داخل کر کے لاکھون آدمیون کو حق السعی پیش کرتے ہین آپ ہمارے بندیونکو رہا کرین بعد چند لاکھ ہون براہمہ اور رعایا نے اور پانچ لاکھ ہون دیورائے نے میر فضل اللہ کے پاس بھیجے میر موصوف نے از روے اخلاص تمام وکمال سلطان کے ملاحظہ مین گذرانا اور صد تحسین و آفرین ہوا اور طرفین سے جیسا کہ دستور ہے صلح کے بعد لازمہ عہد و میثاق ظہور مین آیا اور یہ اقرار ہوا کہ بموجب عہدنامہ قدیم عمل کر کے رعایا اور تاوان ایک دوسرے سے مزاحم اور متعرض نہو وین الغرض سلطان یہ صلح واقع ہونیکے بعد قیدیونکو لشکر سے رہا کر کے عازم مراجعت ہوا اور جب آب تمسندرہ سے عبور کیا پولادخان ولد صفدر خان سیستانی کو مابین دو آب کے انتظام کیواسطے مامور کیا اور بسبیل استعجال حسن آباد گلبرگہ کیطرف متوجہ ہوا اور بعد نزول اجلال دو تین مہینے کے تعب سفر سے آسائش ہوئی اوائل سنہ آٹھسو دو ہجری مین نرسنگھ کی گوشمالی پر قاصد ہو کر اسکیطرف روانہ ہوا اور لشکر کشان جب ماہور پہونچا مقدم وہان کا نرسنگھ جسنے شیطان کے بہکانے سے گمراہ ہو کر سرکشی اختیار کی تھی بمیر مقربان درگاہ کے ذریعے سے امان خواہ ہو کر پابوس سے مشرف ہوا اور پیشکش نمایان گذرانکر مع فرزندون ملازم رکاب ہوا اور سلطان نے ایک مہینا اور پانچون ماہور مین استقامت فرمائی پھر وہان سے کوچ کیا جب قلعہ کھیرلہ کے اطراف مین وارد ہوا نرسنگھ کا فرنے جو صاحب سامان اور اہل دستگاہ تھا کو مدداری کے

تمام کوہستان اور بہت ممالک اس طرف کے جو اُس سے تعلق رکھتے تھے ایلچی حکام خاندیس اور مالوہ کے پاس بھیجکر مدد طلب کی اور اُن حاکمون نے اول مرتبہ نرسنگھ کا غلبہ ملاحظہ کرکے کمک بھیجی تھی پھر اندلون مین ذلت و خواری کے خدا سے خواہان ہوے اور مدد کے بارہ مین جواب صاف دیا لیکن نرسنگھ نے باوجود اس حال کے سلطان فیروز شاہ کے مقابلہ پر آمادہ ہوکر لشکر آراستہ کیا اور کھترلہ سے دو منزل آگے بڑھکر بناے جنگ ڈالنے اور حرب واقع کرنے مین ثابت قدم اور راسخ دم ہوا سلطان فیروز شاہ کو منظور تھا کہ خود سوار ہوکر جنگ پر آمادہ ہووے خانخانان اور میر فضل اللہ انجو شیرازی نے عرض کیا کہ اگر یہ خدمت بندگان درگاہ کے جانب رجوع ہو تو تائید ربانی اور توفیق یزدانی سے اس کافر فتنہ انگیز کا شر خوب ترین وجہ سے دفع کرین سلطان نے یہ ملتمس پذیرا کرکے دونون کو اُس خدمت پر مامور کیا اور اُنھون نے اتمام حجت کے لیے نرسنگھ کو پہلے اطاعت اور قبول باج و خراج اور اجتناب جنگ کے بارہ مین بتاکید و مبالغہ تمام نامہ تحریر کیا نرسنگھ نے نافرمانی کی اور جنگ سے باز نہ آیا صفوف حرب آراستہ کین اور خانخانان اور میر انجو بھی بعد ترتیب افواج سپاہ غنیم پر حملہ آور ہوے جنگ عظیم ہوئی یہ کہ بہرہ جوانون اور نامی پہلوانون سے خالی ہو گئے صفحہ دست یکسر کشتون سے بھر گئے شجاعت خان اور دلاور خان اور رستم خان اور بہادر خان جو امراے معتبر سے تھے درجہ شہادت کو پہونچے حق نمک سے ادا ہوکر نام روشن کر گئے اور کفار کے غلبہ سے لشکر اسلام کے بہادر متفرق ہوے اور خانخانان کہ میمنہ مین تھا اور میر فضل اللہ انجو شیرازی میسرہ مین یہ دونون جماعت قلیل سے معرکہ مین ایستادہ حیران تھے کہ اس عرصہ مین میر فضل اللہ انجو کو خبر پہونچی کہ خانخانان بھی درجہ شہادت مین فائز ہوا میر فضل اللہ نے اس سانحہ کے اخفا کے بارہ مین حکم کیا اور دو سو جوان آگے بڑھا کر کہا کہ شادیانہ کے نقارہ پر چوب مارین اور مشہور کرین کہ سلطان فیروز شاہ خود بنفس نفیس کمک کیواسطے آ پہونچے خلاصہ یہ کہ اس بشارت بیغش اشارت سے وہ جوان کہ پراگندہ ہوے تھے فوج فوج میر فضل اللہ انجو سے ملحق ہوے اور میر فضل اللہ نے اُن کفار کو جو مقابل تھے منہزم کیا چونکہ خبر خانخانان کے قتل ہونیکی غلط تھی بلا توقف اپنے تئین اُسکے پاس پہونچایا پھر دونون نے اتفاق کرکے کوسل راے ولد نرسنگھ راے کو جو معرکہ مین ایستادہ تھا مقہور و مغلوب کرکے دستگیر کیا اور کفار کو قلعہ کھترلہ تک پیچھا کیا اور کسی پر رحم نکرکے دس ہزار نفر ہندو سوار اور پیادہ سے قتل کیے اور نرسنگھ ہزار محنت سے اپنے کو قلعہ مین پہونچا کر قلعہ بند ہوا اور لشکر اسلام نے محاصرہ کیا اور بعد دو مہینے کے اہالیان قلعہ نے عاجز ہوکر امان چاہی خانخانان اور میر فضل اللہ انجو نے جواب دیا کہ ہمکو اس بارہ مین کچھ اختیار نہین ہے اور بدون اسکے کہ نرسنگھ سلطان کے بساط بوس سے مشرف ہووے یہ امر صورت نہ باندھے گا پھر نرسنگھ اور اُسکے عزیزون نے ایلچیون کے ہمراہ سلطان فیروز شاہ کا لشکر گاہ تھا جاکر فریاد و زاری کی کہ ہم بادشاہ کے غلام ہین اور از روے جہل جو جسارت کہ ہم سے واقع ہوئی نادم اور پشیمان ہین اگر حکم ہووے قلعہ خانخانان اور میر فضل اللہ انجو کو جو محاصرہ رکھتے ہین اُنکے سپرد کرین اور جو سلطان اپنے باج گذارون کے سلک مین شمار کرکے قلم عفو ہماری جرائم پر کھینچے گا سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی کے عہد کے موافق ہر سال دلسے باج و خراج کرکے جادۂ عبودیت پر ثابت قدم اور راسخ دم ہونگے سلطان فیروز شاہ نے نرسنگھ کو خلعت اور کلاہ زر دوزی کی کہ عنایت کردۂ سلاطین بہمنیہ تھی امداد فرماکر اُسکے بیٹے کو حسب الالتماس اُسکے سلک خدمتگاران خاصہ مین جگہ دیکر چالیس ہاتھی نامی اور پانچ من طلا اور پچاس من چاندی اور بھی تحف و نفائس دیگر لیکر قلعہ کھترلہ کی تسخیر سے درگذرا اور جب خانخانان اور میر فضل اللہ انجو لشکر بزرگ مین ملحق ہوے

تیمور

نرسنگھ کو رخصت دیکر مظفر و منصور مع غنائم موفور دار الملک احسن آباد گلبرگہ کی طرف مراجعت فرمائی اور چونکہ وہ فتح میر
فضل اللہ انجو شیرازی کے نام ہوئی تھی مراتب عالی سے سرفراز ہو کر سر لشکری برار مخصوص اور ممتاز ہوا در سنہ
آٹھ سو چار ہجری مین امیر تیمور صاحبقران کی درگاہ سے اخبار متواترہ پہونچے کہ وہ حضرت چاہتے ہین کہ تختگاہ دہلی
کو ایک اولاد بزرگ کو دیکر تمام ممالک ہندوستان کو مسخر اور مفتوح کریے اور اگر حاجت اور ضرورت ہووے ایکبار خود
بنفس نفیس پھر ہندوستان مین درآوے اس سبب سے سلطان فیروز شاہ نے از روے احتیاط اور پیش بینی کے امیر
تقی الدین محمد داماد میر فضل اللہ انجو کو مع مولانا لطف اللہ سبزواری کے کہ فضلاے پاے تخت بہمنیہ سے تھا مع تحف و ہدایاے
فراوان اور ایک محبت نامہ مشعور و مخبر اتحاد و اخلاص بے پایان دریا کے راستہ سے امیر تیمور صاحبقران کی درگاہ مین بھیجا اور یہ جب
آستان بوسی اس شہنشاہ جہان پناہ سے مشرف ہوے مورد اکرام و اعزاز بے پایان ہو کر چھ مہینے آنحضرت کی ملازمت
مین بسر لیگئے جسوقت کہ پیشکش مع اسباب گران بہا و نقد و جنس کثیر کی درجہ قبولیت مین پہونچا شہنشاہ عالم پناہ
بمرتبہ اتم مسرور ہوا جب ایلچیون نے التفات حد سے زیادہ مشاہدہ کیے بعض مقربان بساط خلافت کے ذریعہ سے عرض
اقدس مین پہونچایا کہ سلطان فیروز شاہ بہمنی محبان درگاہ عالم پناہ سے ہے اور اپنے تئین سلک دولتخواہان مخلص سے
شمار کرکے ارادہ مصمم رکھتا ہے کہ جسوقت حضرت دار الخلافت دہلی کیطرف عنان توجہ منعطف فرماوین کسی بادشاہزادہ عظام کو
اس دیار مین نامزد کرین مین بھی پٹکا خدمت کا کمر جان پر باندھکر دکن سے دہلی کیطرف عازم ہون اور خدمت شائستہ
بجا پہونچا کر حضرت کی عنایت سے سرفراز ہون امیر تیمور صاحبقران بھی سلطان فیروز شاہ کے حسن اعتقاد اور اخلاص
سے باوجود بعد مسافت محظوظ اور خوشوقت ہوے اور اپنی زبان مبارک سے ارشاد کیا کہ ہمنے دکن اور گجرات اور مالوہ کی
شاہی فیروز شاہ کو عنایت کرکے اجازت چتر اور جمیع لوازم سلطنت کی فرمائی اور اس مضمون سے فرمان سعادت نشان
سلطان فیروز شاہ کے نام صادر فرمایا اور اسے فرزند خیرخواہ لکھا اور ایلچیون کی رخصت کیوقت اسکے واسطے پٹکا اور
شمشیر آبدار مرصع کار اور چار قبہ ملوکانہ کہ مراد عماری اور چتر اور خیمہ اور جھنڈے سے ہے اور ایک غلام ترک اور چار گھوڑے
نامی کہ ویسے گھوڑے کبھی دکن مین نہ آئے تھے مرسول فرمائے اور شاہان گجرات اور مالوہ اور خاندیس کہ ابتک اپنی
بادشاہی مین استقلال تمام پہونچا کر مستقل نہوئے تھے سلطان فیروز شاہ کے داعیہ و پیش بینی سے متفکر ہوے اور ایلچی
اسکی درگاہ مین بھیجکر پیغام دیا کہ ہم سب بھائی ہین چاہیے کہ سب باتفاق رہین تو بادشاہ دہلی کے صدمہ سپاہ سے مصئون
اور محروس رہین اور کسی طرح کا صدمہ اور آسیب نہ پہونچے اور بیجانگر کے ساتھ بھی بنیاد آشنائی و خصوصیت کی ڈالکر مخفی پیغام
دیا کہ جسوقت تمکو کمک کی احتیاج پڑے اطلاع کرو تو حتی المقدور لوازم اعانت و امداد بجا لاوینگے اس سبب سے راے بیجانگر
نے سلطان فیروز شاہ کی نسبت تغیر سلوک کرکے تین چار برس تک باج و خراج مقرری ادا نہ کیا اور شاہان مالوہ اور
گجرات اگرچہ ظاہر مین ملائمت کرتے تھے لیکن اپنی سخت دلی سے رنجیدہ ہو کر مقام پرخاش مین ہوے سلطان فیروز شاہ
صلاح وقت دیکھکر باج و خراج کی طلب مین شدت نکرتا تھا عمداً تساہل و تغافل کرکے فرصت اور قابو کا جویا رہتا
تھا کہ اس عرصہ مین ایک سنار کی لڑکی نے فتنہ خوابیدہ کو بیدار کیا اور سلطان فیروز شاہ باتمام حاصل مقصود مین کرکے کامروا
ہوا چنانچہ ملا بیدری نے شرح اس داستان کی یون مرقوم کی ہے کہ ان دنون مین حسن اتفاق سے کہ عبارت موافقت اجرام
علوی اور سفلی سے ہے ولایت مدکل مین حق سبحانہ تعالی جلشانہ نے ایک زرگر کہ نہایت مفلوکی اور مجہولی سے ہمسایہ کے لوگ

اُسے نہین پہچانتے تھے اُسکی ایک لڑکی پرتھال نام پری پیکر ماہ منظر کو کہ نقاش قدرت ولطف ترکیب ورا آرائش
چہرہ مین اُسکے کمال قدرت ظاہر کیا تھا نظم پری پیکر نگار سرو قدے + کہ حسن از رُوے او سرمایہ بردے + زعکس
عارضش رضوان بجنت + زمہر حوریان پیرایہ بردے + یا یہ کہنا چاہیے کہ دست مشاطہ صنع یزدانی نے صاحب نظرون
کی تفریح کے واسطے اُسکے رخسارۂ دلفریب کو زیب وزینت کے اوشنہ سے آراستہ کیا اور صیقلی ازل نے صاحبدلون
کے نظارہ کیواسطے اُسکے آئینہ عارض کو مصقل عنایت سے روشن کیا خورشید تابان اُسکے جمال جہان آرا کے نظارہ سے
عرق خجالت مین غرق اور رشک خطا اُسکی زلف عنبرین بو سے آتش غیرت مین جلتا تھا نظم لب لعلش نگین خاتم جسم +
دہان از حلقۂ انگشتری کم + ز رنگ عارضش روے ہوا لعل + خم زلفش در آتش کردہ صد نعل + عذارش قبلۂ آتش پرستان +
دہانش آرزوے تنگدستان + اور باوصف ایسے حسن وجمال اور تناسب اعضا کے کہ بیان ہوا واہب بے منت نے
حسن صوت یعنے خوش الحانی اور شیرین کلامی اور جادو بیانی بھی اس کرامت کے علاوہ عنایت فرمائی تھی مصرع
گل بود و بسبزہ نیز آراستہ شد + اور ماں باپ اُسکے جسطرح کہ رسم ہندوون کی ہے چاہتے تھے کہ اُسکی شادی صغر سن مین
کسی برادری کے لڑکے سے کرین لڑکی اُسکے قبول سے سرتاب ہو کر بولی کہ ہر چند والدین کی اطاعت فرزندون پر واجب
ولازم ہے لیکن عطوفت جبلی پر اعتماد کر کے عرض گذار ہوتی ہون کہ جوہر گران بہا اور گوہر بے بہا ہوا ہر گوش کے لائق
اور عنبر سارا اور مشک خطا ہر مشام کے سزاوار نہین کسواسطے کہ لسن کو طبلۂ عطار سے کیا نسبت اور خرمہرہ کو درج
جواہر سے کیا کام پس تمکو باوجود نسبت پدری اور مادری کے اس فکر مین پڑنا اور پیوند کی تلاش مین پھرنا بہت بے
مناسب دیکھتی ہون القصہ جس قادر نے کہ مجھے اس عطیہ کے سبب دوسرون پر امتیاز بخشا ہے وہی کارساز اسکی بھی چارہ سازی
کریگا تمھین لازم ہے کہ مجھے اُسکے لطف واحسان اور حفظ وحمایت مین چھوڑ دو اور اپنے تئین فکر بیہودہ اور محنت بیجا مین نہ مبتلا کرو
اس صورت مین ماں باپ کو بھی مجال کلام نرہی خاموش ہوے اس عرصہ مین ایک برہمن کہن سال کہ بیجانگر سے کاشی
مین کہ مراد بنارس سے ہے جا کر پھرتا ہوا اُس قریہ مین پہونچا اور جیسا کہ مسافرونکا دستور ہے اُس زرگر کے مکان مین فروکش
ہوا اور اُس مکان کے تمام مکین اُس دختر ماہ پیکر کے سوا برہمن کی زیارت اور قدمبوسی سے مشرف ہوے اور خدمات شائستہ
بجالائے اور اُس زہرہ جبین ماہ سیما کیواسطے التماس دعاے خیر کی برہمن نے گذشتہ اور آئندہ کہکر پوچھا کہ مہاراج وہ کنیا ان کہان ہے
بولے کہ وہ شمع شبستان پس پردہ جلوہ گر ہے چونکہ یہ قاعدہ نہین ہے کہ بہو بیٹیان اکثر ہندوون کی مرد بیگانہ سے روپوش ہووین
خصوصًا برہمنون سے اسوجہ سے برہمن متعجب ہوا اور پردہ نشینی کا سبب استفسار کیا ماں باپ نے مشروحًا احوال اُس پری
گل اندام فتنہ خرام کے حسن وجمال کا اظہار کر کے اپنے درد دل اور حزن وملال سے اُسے آگاہی بخشی برہمن اُس غیرت
آفتاب کی دلیری اور دلبری کے حالات سننے سے اس بت پرفن کے دیدار کا مشتاق ہوا اور باواز بلند پکارا کہ اے لڑکی مین تجھے
فرزند صلبی سے ہزار درجہ بہتر اور برتر جانتا ہون متوقع ہون کہ چندر ماکیطرح سحاب پردہ سے نکل آ کہ میرے نین تیرے جمال
کے درشن سے روشن ہون الغرض بعد مبالغہ بسیار وہ زہرہ جبین برہمن کی پابوسی سے سرفراز ہو کر باے ادب سے ایستادہ ہوئی
نظم جادو نگہے صنم فریبے + بگذاشتہ در جہان شکیبے + صد برہمنش بخون نشستہ + در بتکدہ بت بہ بت شکستہ + تمثال تنے نیاز
رستہ + صد رہ بہ مے و گلاب شستہ + در پردۂ دیدہ جلوہ گاہش + در خانۂ پا بفرق ماہش + الماس نژاد غمزہ اش تیز + ہم
دشنہ فشان و ہم نگر ریز + مالیدہ چو گل بجاے غازہ + صد صندل تر بخون تازہ + پیچ پیچ عنبرین مار + از ہر خم مو